مسائل صراط الجنان علی مذہب النعمان

مسائل صراط الجنان

(حصہ ۱)

مؤلف:
خالد تسنیم المدنی

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

مسائل صراط الجنان علی مذہب النعمان

مسائل صراط الجنان

(حصہ ۱)

مؤلف:

خالد تسنیم المدنی

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

تفصیلات

نام:

مسائل صراط الجنان (حصہ ۱)

از قلم:

خالد تسنیم المدنی

سنِ اشاعت:

شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ

MARCH 2023

صفحات:

232

OUR DESIGNING PARTNER

PS graphics PURE SUNNI GRAPHICS

PUBLISHER

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO

POWERED BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

info@abdemustafa.com

© 2023 All Rights Reserved.

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

Contents

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں 14
پیش لفظ 16
کلماتِ مصباحی 17
تاثراتِ اوکاڑوی 19
کلماتِ تحسین: مولانا سید بلال حسین قادری 20
تعارف صراط الجنان 22
سورة الفاتحة 24
"بِسْمِ اللّٰهِ" سے متعلق چند شرعی مسائل: 24
حمد سے متعلق شرعی حکم: 25
کسی کو رحمٰن اور رحیم کہنے کے بارے میں شرعی حکم: 25
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنے کا ثبوت: 26
حدیث پاک میں مذکور لفظ "یا مُحمد" سے متعلق ضروری وضاحت: 28
آیت "وَ لَا الضَّآلِّیْنَ" سے متعلق شرعی مسئلہ: 30
اٰمین سے متعلق شرعی مسائل: 31
سورة البقرة 32

ایمان اور غیب سے متعلق چند اہم باتیں: 32
اللہ تعالیٰ کی کتابوں وغیرہ پر ایمان لانے کا شرعی حکم: 34
کفر کی تعریف: 35
جھوٹ بولنے کی وعید اور نہ بولنے کا ثواب: 36
صحابہ کرام اور علماء دین کا مذاق اڑانے کا حکم: 37
ایک اہم قاعدہ: 38
انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرشتوں سے افضل ہیں: 39
اللہ تَعَالٰی کو معلم یا استاذ کہنا: 41
سجدہ سے متعلق چند شرعی احکام: 42
ایک اہم مسئلہ: 44
انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عصمت کا بیان: 45
حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اجتہادی خطا 47
بارگاہِ الٰہی کے مقبول بندوں کے وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے: 48
حق بات کو چھپانا حرام ہے 49
بے عمل کو وعظ سے منع کرنا کیسا؟ 50
انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ہونے والے انعام کی یادگار قائم کرنا سنت ہے:

.... 51
انبیاءکرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے مدد طلب کرنے کا ثبوت: 54
رزق کا استعمال نہیں، ناشکری و نافرمانی منع ہے 56
حیلہ کرنے کا شرعی حکم: 58
حسد کا شرعی حکم: 59
آیت ”وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ“ سے معلوم ہونے والے احکام: 60
پریشانیوں سے تنگ آکر موت کی دعا کرنے کا شرعی حکم: 61
انبیاءکرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے دشمنی غضبِ الٰہی کا سبب ہے: 62
بے عمل آدمی جاہل ہے: 63
فرشتے گناہوں سے پاک ہیں: 65
جادو کی تعریف اور اس کی چند احکام: 66
یہاں مزید تین مسئلے یاد رکھیں: 66
آیت مذکورہ سے مَاخوذ چند مسائل: 67
آیت مذکورہ سے معلوم ہونے والے احکام: 67
نسخ کے چند احکام: 68
صحیح مقصد کے بغیر سوال کرنا منع ہے: 69

من پسند حکم کا مطالبہ کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے: 70
حسد کب حرام اور کب جائز ہے: 71
کہیں ہم ذکرِ الٰہی سے منع تو نہیں کر رہے ؟ 72
مسجد کے نزدیک دوسری مسجد بنانا کب حرام ہے: 73
کفار سے مشابہت منع ہے 74
تلاوتِ قرآن کے ظاہری آداب: 74
تلاوتِ قرآن کے باطنی آداب: 75
کافر مسلمانوں کا پیشوا نہیں ہو سکتا: 76
مقامِ ابراہیم کو نماز کا مقام بنانا مستحب ہے: 77
تبرکات کی تعظیم کا ثبوت: 78
مسجد کو پاک صاف رکھنا سنت انبیاء ہے: 78
نیکی کرنے کے بعد دعا ضرور کرنی چاہیے: 79
مسجد تعمیر کرنا اعلیٰ عبادت ہے: 80
خانہ کعبہ کے قرب میں دعا کرنا سنتِ ابراہیمی ہے: 81
عبادت کرنے کے طریقے سیکھنا سنتِ ابراہیمی ہے: 82
آیت مذکورہ سے معلوم ہونے والے مسائل: 82

اولاد کو صحیح عقائد اور نیک اعمال کی وصیت کرنی چاہئے: 83
بوقت وفات اولاد کو صحیح عقائد اور نیک اعمال کی وصیت کرنی چاہیے: 85
صرف بڑوں کی اولاد ہونا کافی نہیں: 87
انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے متعلق چند اہم عقیدے: 88
غیب کی خبر: 89
دینی مسائل پر بے جا اعتراضات کرنے والے بیوقوف ہیں: 89
استقبالِ قبلہ سے متعلق چند ضروری مسائل: 90
عالم کا گناہ زیادہ خطرناک ہے: 92
عالم کا جاہلوں کی خوشامد کرنا تباہی کا باعث ہے؟ 93
حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صرف پہچان ایمان نہیں: 94
حق کو چھپانا بھی گناہ ہے: 94
غیر خدا سے مدد طلب کرنے کا شرعی حکم: 95
شہداء کو مردہ کہنا منع ہے: 96
حج میں سعی واجب ہے: 97
دینی مسئلہ چھپانا یا غلط بتانا گناہ ہے: 98
آرٹیکل یا کالم لکھنے والے تختہ مشق نہ بنائیں: 99

لعنت کرنے سے متعلق شرعی مسائل: 100
شریعت کے مقابلے میں باپ دادا کی پیروی کرنا کیسا؟ 100
کب حرام کھانے کی اجازت ہے؟ 105
قرآن پڑھ کر توحیدِ الٰہی کی غلط تشریح کرنا حرام ہے: 106
ایمان مفصل کا ثبوت: 108
بھکاریوں کو مال دینے کا شرعی حکم: 108
راہ خدا میں کیسا مال دینا چاہئے؟ 109
ناجائز وعدوں کی تکمیل ضروری نہیں: 110
قتل عمد میں قصاص کا حکم: 111
قصاص سے متعلق دو اہم مسائل: 112
کیا مرنے والے پر وصیت کرنا واجب ہے؟: 113
وصیت کے احکام: 114
وصیت میں تبدیلی کا شرعی حکم: 115
غلطی پائیں تو اصلاح فرمائیں: 116
روزہ کی تعریف: 117
کن کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے؟: 118

روزے کی رخصت کے چند اہم مسائل: 119
روزے کا فدیہ کو دے سکتا ہے؟: 119
فدیہ کی مقدار سے زیادہ دینے کا شرعی حکم: 120
روزے کے طبی فوائد: 120
رمضان کی راتوں میں بیوی کے پاس جانے کا شرعی حکم: 122
صومِ وصال کا حکم: 123
روزہ دار کا رمضان کی راتوں میں بیوی سے ہم بستری کرنا: 123
اعتکاف کے چند مسائل: 123
ناحق مال کھانے کا مفہوم: 124
غلط قسم کی رسمیں اور پابندیاں لگانے کا شرعی حکم: 126
آیت میں "زیادتی نہ کرو" کا مفہوم: 127
نہایت اہم مسئلہ: 128
حرم کی تعریف اور اس میں لڑائی کا شرعی حکم: 128
بدلہ لینے سے متعلق دین اسلام کی حسین تعلیم: 129
حج کی تعریف اور حج و عمرہ کے چند احکام: 132
اِحصار کسے کہتے ہیں: 133

غیر اختیاری جرم کے لیے رخصت کا حکم: 133

حجِ تمتع یا حجِ قران کرنے والے پر قربانی کا حکم: 134

حجِ تمتع یا حجِ قران کون کر سکتا ہے؟: 135

حج کے مہینے: 135

مُحرِم کے لئے چند پابندیاں: 136

دوران حج تجارت کرنے کا شرعی حکم: 137

وقوف عرفات حج کا عظیم رکن ہے: 137

مزدلفہ میں رات گزارنے کا شرعی حکم: 138

اسلامی احکام سب کے لئے برابر ہیں: 139

بلند آواز سے اور اجتماعی ذکر کا ثبوت: 140

دنیا کی بہتری طلب کرنے کا حکم: 140

رمی جمرات: 143

یہاں دو مسائل ذہن نشین رکھیں: 143

جہاد کا شرعی حکم: 144

مرتد کے چند احکام: 146

جوئے (Gambling) کی تعریف اور شرعی حکم: 148

شطرنج، تاش (Cards)، لڈو، کیرم، بلیئرڈ، کرکٹ (Cricket) وغیرہ کھیلوں کا حکم شرعی: 148
لاٹری (Lottery) بھی ایک جوا ہے: 149
یتیموں سے متعلق احکام: 149
غیر مسلم عورت (Non Muslim woman) سے نکاح کا حکم: 151
حالتِ حیض میں بیوی سے ہم بستری کرنا کیسا؟ 151
اینل سیکس (Anal sex) کا شرعی حکم: 152
سیکس پوزیشن (Sex Position) کا بیان: 153
اولاد کو شیطان سے محفوظ رکھنے کی دعا: 153
کس کام کی قسم کھانا منع ہے؟ 154
نیکی سے باز رہنے کی قسم کھانے والے کو کیا کرنا چاہئے: 154
قَسم کی اقسام اور ان کا شرعی حکم: 155
اِیلاء کی تعریف اور شرعی حکم: 156
اسلام حقوقِ نسواں (women’s rights) کا علمبردار ہے: 157
مُطلّقہ عورتوں (Divorced Women) کی عدت کا بیان: 159
کیا طلاق رجعی میں رجوع کیلئے عورت کی مرضی ضروری ہے؟ 160

عورتوں کے مردوں پر حقوق: 160
شوہر پر بیوی کے حقوق(Rights of Wife): 160
بیوی پر شوہر کے حقوق(Rights of Husband): 161
رجوع کرنے کا حق کتنی طلاق میں ہوتا ہے؟ 162
بوقتِ طلاق عورت سے مال لینے کا شرعی حکم: 163
خلع کے چند احکام: 164
حاصل کریں جو عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکاتے ہیں: 164
حلالہ کا ثبوت: 166
تین طلاقوں کے بارے میں ایک اہم مسئلہ: 167
ایذاء دینے کی نیت سے رجوع کرنا: 168
بعدِ عدت عورت کا دوسرا نکاح کرنا: 169
مدت رضاعت(Breast-feeding) کا بیان: 171
بچے کو دودھ پلانے کے متعلق چند احکام: 172
نسب باپ سے ہوتا ہے یا ماں سے: 173
بیوہ کی عدت: 174
عورت کا خود سے نکاح کرنا کیسا: 175

عدت میں عورت کا نکاح کا پیغام بھیجنے کا شرعی حکم: 176
نہایت اہم مسئلہ: 176
مہر (Dowry) کے چند مسائل: 177
امیر و غریب کا جوڑا دینے کا معیار: 177
عورت کو چھونے سے پہلے طلاق دینے پر چند مسائل شرعیہ: 178
نماز میں قیام کا ثبوت اور طریقہ: 180
حالتِ خوف میں نماز کا حکم اور طریقہ: 180
طلاق کی عدت میں عورت کا نان و نفقہ کس پر واجب ہے؟ 181
آیت مذکورہ سے معلوم ہونے والے مسائل: 182
فائدہ: 183
انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نبی ہونے میں سب برابر ہیں: 185
انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے فضائل بیان کرنے میں احتیاط: 186
(1)...کافر کو جبراً مسلمان بنانا جائز نہیں: 187
(2)...مرتد کا صرف کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں: 187
عقائد میں مناظرہ کرنے کا ثبوت: 188
ہر شخص مناظرہ نہ کرے: 190

راہ خدا میں خرچ کرنے کی صورتیں: 191
مجازی نسبت کرنا جائز ہے: 192
نیک اعمال میں یکسانیت کے باوجود ثواب میں فرق ہوتا ہے: 192
صدقہ دینے کے بعد احسان جتلانا ناجائز ہے: 193
بھکاری (Begger) کو کچھ نہ دینا ہو تو مہذب انداز سے انکار کریں: 194
حلم سنتِ الٰہیّہ بھی ہے اور سنتِ مُصْطَفَوِیَّہ بھی: 194
فقیر کی بدنامی کا اندیشہ ہو تو صدقہ چھپا کر دیں: 196
نذر کی تعریف اور اس کے چند احکام: 198
صدقات واجبہ کو ظاہر کر کے اور صدقات نفل کو چھپا کر دینا افضل ہے: 200
ریاکاری کیلئے اعلانیہ صدقہ دینا حرام ہے: 201
ایک بہت ہی خوبصورت اشارہ: 201
تجارت اور سود () میں کیا فرق ہے؟: 203
سود کو حلال سمجھ کر کھانے والا کافر ہے: 204
دو گناہوں پر اعلانِ جنگ: 205
سود حرام ہونے سے پہلے لیا گیا سود کا شرعی حکم: 205
ظلم کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے: 205

تجارت اور لین دین کا اہم اصول: 208
(1)...مالی معاملہ (Agreement/contract) لکھ کر کریں: 208
گواہی کے احکام: 210
گواہی دینا فرض اور چھپانا ناجائز ہے: 211
گروی کا ثبوت اور طریقہ کار: 212
گروی رکھنے کے چند مسائل: 213
گواہی کو چھپانا حرام ہے: 214
دل کے خیالات کی اقسام اور ان کا شرعی حکم: 215
ہاجس، ہَمّ اور عزم کی تعریف اور حکم: 216
کفر اور گناہ کے عزم کا شرعی حکم: 216
ایمان مُفَصَّل کا ثبوت: 218
اسلام میں شرعی رخصتیں: 219
ہماری اردو کتابیں: 220

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرما رہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جا رہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔

پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "ٹیم عبد مصطفی آفیشل" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آ گئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا

جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔

اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہوگا۔ اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔ ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔

Sabiya Virtual Publication
Powered By Abde Mustafa Official

پیش لفظ

اللہ جل مجدہ کا بے پناہ شکر کہ جس نے ہمیں بنی نوع انسان میں پیدا فرمایا وہ انسان جس کی رشد وہدایت کے لئے کتب سماویہ کا نزول اور انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ ان کتب اور انبیاء علیہم السلام سے استفادہ کر کے راہ نجات کی طرف گامزن ہوں اسی سلسلے کی ایک کڑی قرآن مجید، فرقان حمید، برھان رشید ہے جس میں ہر خشک و تر کا بیان ہے جس کا سمجھنا عجمی لوگوں کے لئے ترجمہ اور تفسیر کے بغیر ناممکن ہے لہذا دور حاضر میں انتہائی جامع اور متوسط تفسیر قرآن بنام صراط الجنان جس میں ترجمہ قرآن بنام کنزالعرفان مکتبہ المدینہ کراچی نے شائع کیا ہے ہم نے اسی قرآنی تفسیر سے فقط مسائل دینیہ کو اکٹھے کرنے کی کاوش کی ہے جس سے قارئین شرعی احکام جو بالوسطہ یا بلاواسطہ قرآنی آیات سے مستنبط ہیں ایک جگہ پر اکٹھے ملاحظہ فرما سکیں دوسرے لفظوں میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قرآن کی تلاوت و مطالعہ فقہ حنفی کے مسائل کے ساتھ کیا گیا ہے، جس میں ہم نے قطع نظر شان نزول کے فقط آیت، اس کا ترجمہ اور پھر اس سے ماخوذ شرعی و دینی مسئلہ نقل کیا ہے لہذ جن آیات کے تحت تفسیر صراط الجنان میں شرعی مسئلہ بیان نہیں کیا گیا ہم نے ان آیات کا اہتمام نہں کیا، یہ پہلی جلد آپ کے ہاتھ میں اور باقی پر کام جاری ہے۔ اللہ پاک ہماری یہ کاوش قبول فرمائے

اور قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی شرعی غلطی پائیں تو نیچے دیئے گے نمبر پر اطلاع دے کر شکریہ کا موقعہ فراہم کریں۔

خالد تسنیم المدنی

المتخصص في الفقه الاسلامى

اسلامک ریسرچ اسکالر

Birmingham (UK)

کلماتِ مصباحی

مصنف کتب عدیدہ، صدر مدرس دارالعلوم غوثیہ رضویہ

حضرت علامہ مولانا مفتی نظام الدین مصباحی (مُدَّظِلُّهُ الْعَالِي)

زیر نظر رسالہ "مسائل صراط الجنان علی مذہب ابی نعمان" حضرت مولانا الشیخ خالد تسنیم المدنی حفظہ کا حاصلِ مطالعہ ہے، صراط الجنان اردو تفاسیر میں ایک آسان اور سہل تفسیر ہے، اور خزائن العرفان کی اور کنزالایمان کی تسہیل بھی ہے جس میں زیادہ تر مواد خزائن العرفان سے لیا گیا اور اس میں مفتی صاحب نے اپنا حاصلِ مطالعہ بھی شامل کیا ہے اور تقریبًا ہر بات با حوالہ پیش کی ہے یہ ایک بہت عمدہ کاوش ہے اور اس تفسیر میں بیان کردہ مسائل شرعیہ ایک جگہ جمع کر دیئے گئے تاکہ آنے والی نسلوں کے

لئے مسائل کو تفسیر سے پڑھنا آسان ہو جائے اور کسی مسئلے کی تلاش صراط الجنان سے ہو تو اس رسالے سے بسہولت وہ مسئلہ معلوم ہو جائے اس کاوش پر ہم حضرت کو مبارکباد بھی پیش کرتے ہیں اللہ تعالٰی ان کی تحریر میں تقریر میں خوب خوب برکتوں اور رحمتوں کا نزول فرمائے اور انھیں زلّات و لغزش سے محفوظ فرمائے اور ہم سب کو ایمان پر استقامت دے اور ایمان پر خاتمہ بالخیر فرمائے۔ والسلام

خادم التدریس: محمد نظام الدین مصباحی

دارالعلوم غوثیہ رضویہ

(Blackburn,UK)

تاثراتِ اوکاڑوی

مدرس علوم اسلامی، معلّمِ جامع ترمذی، مقرر شعلہ بیان، واعظ شیریں بیان

حضرت علامہ مولانا حافظ محمد حمزہ مدنی (سلمہ الغنی)

یہ اس زمانے کی بات ہے کہ جب لاہور اس موجودہ افراتفری کا شکار نہیں تھا لوگ چالاک کم اور سمجھدار زیادہ ہوا کرتے تھے قریبًا 2003 میں، میں خود مبلغ یوکے و یورپ حضرت علامہ مولانا خالد تسنیم صاحب کے ساتھ کا ہنہ نو فیضان مدینہ لاہور میں زیر تعلیم تھا اگرچہ مجھے اپنی کند ذہنی کا اقرار ہے البتہ یہ بات اپنے مکمل پہلوؤں کے ساتھ یاد ہے کہ جب دیگر طلباء سو رہے ہوتے تھے تو حضرت مولانا خالد تسنیم صاحب اپنے مقدر سمیت جاگ رہے ہوتے تھے عمومًا مدارس کا شیڈول ہوتا ہے کہ ظہر کے بعد کچھ دیر آرام کا موقع دیا جاتا ہے لیکن مولانا خالد تسنیم صاحب اس وقت میں بھی اسباق اور مطالعہ میں مصروف ہوا کرتے تھے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

محترم علامہ خالد تسنیم صاحب حلم، محنت، سنجیدگی، مزاح، وغیرہ اچھی صفات کے حامل ہیں قبلہ استاد گرامی حضرت علامہ مولانا مفتی قاسم عطاری صاحب کی مقبول ترین

تفسیر "تفسیر صراط الجنان" چونکہ اردو زبان میں قرآن پاک کی جامع تفسیر ہے اور تفسیر میں بہت سارے موضوعات کو زیر بحث لایا جاتا ہے جب کہ پڑھنے والوں کا ذوق جدا جدا ہے لہذا حضرت مولانا خالد تسنیم صاحب نے اس تفسیر میں موجود کچھ فقہی احکام کو یکجا فرمایا یقیناً یہ کام بڑا محنت طلب اور دل چسپ ہونے کے ساتھ ساتھ منفرد بھی ہے اللہ تعالی ان کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

محمد حمزہ مدنی

مدرس مرکزی جامعۃ المدینہ حیدر کرار اوکاڑہ (پاکستان)

کلماتِ تحسین: مولانا سید بلال حسین قادری

عالم نبیل، فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا سید بلال حسین قادری (سلمہ الباری)

مدرس جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ قصور (پاکستان)

اما بعد علوم شریعہ میں علم فقہ کی اہمیت اور مرتبہ کسی ذی علم پر مخفی نہیں ہے یہ ایسا عظیم الشان علم ہے جو اللہ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین ترجمہ: اللہ جس بندے کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کا فقیہ بنا دیتا ہے، حضرت علامہ مولانا خالد تسنیم المدنی صاحب بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہیں جن کو اللہ نے دین کی سمجھ عطا فرمائی ہے، آپ نے

اس کتاب میں تفسیر صراط الجنان میں بکھرے ہوئے فقہی مسائل کو ایک جگہ اکٹھا فرما کر طلباء اساتذہ اور خصوصًا مفتیان عظام کے لیے بڑی آسانی پیدا فرما دی ہے اس کتاب سے پہلے بھی آپ نے فقہی مسائل پر قلم اٹھایا ہے ،اللہ تعالٰی علامہ خالد تسنیم المدنی صاحب کی کوششوں کو قبول فرمائے اور آپ کی کتب کو لوگوں کے لیے نافع بنائے

(آمین بجاه النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

سید بلال حسین قادری

مدرس جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ قصور

امام وخطیب جامعہ مسجد فریدیہ صابریہ لاہور

تعارف صراط الجنان

قرآن کریم اہل اسلام اور پوری انسانیت کے لئے دنیا و آخرت کے تمام تر امور میں ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ مگر اس کی برکات سے استفادہ اسی وقت ممکن ہے جب معلوم ہو کہ قرآن مجید میں کیا بیان ہوا ہے؟ جب اسلام کی نورانی کرنیں سرزمین عجم میں پہنچیں تو اہل عجم کو احکام قرآن کریم سمجھانے کے لیے علمائے دین نے دیگر زبانوں میں تفسیریں لکھیں بالخصوص اردو زبان کی ترقی کے پیشِ نظر علمائے پاک و ہند نے بھی کئی اُردو تفاسیر پیش کیں۔ تفسیر "صراط الجنان فی تفسیر القرآن" انہیں میں سے ایک ہے۔ یہ تفسیر شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی کے برسہا برس کے مطالعہ اور انتھک محنت و کوشش کا ثمرہ ہے۔

اس تفسیر میں قدیم و جدید تفاسیر اور دیگر علوم اسلامیہ پر مشتمل کتب سے اخذ شدہ کلام شامل کیا گیا ہے۔ تفسیر زیادہ طویل ہے نہ بہت مختصر بلکہ متوسط (درمیانی) اور جامع ہے۔ قرآن مجید میں جہاں احکام و مسائل کا بیان ہے اُس مقام پر ضروری شرعی مسائل آسان انداز میں تحریر کیے گئے ہیں (جن کو ہم نے یہاں جمع کیا)۔ حسب موقع اعمال کی اصلاح اور معاشرتی برائیوں سے متعلق مفید مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ اسلامی حُسن معاشرت پر کثیر اصلاحی مواد شامل کیا گیا ہے۔ مختلف مقامات پر

عقائد اہلسنّت اور معمولاتِ اہلسنّت کی دلائل کے ساتھ وضاحت کی گئی ہے اور سب سے خاص بات سیرت نبوی کو خصوصیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ الغرض یہ تفسیر کئی خوبیوں سے آراستہ ہے۔

سورة الفاتحة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے

”بِسْمِ اللّٰهِ“ سے متعلق چند شرعی مسائل:

علماء کرام نے ” بِسْمِ اللّٰهِ“ سے متعلق بہت سے شرعی مسائل بیان کئے ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(1)...جو ” بِسْمِ اللّٰهِ“ ہر سورت کے شروع میں لکھی ہوئی ہے، یہ پوری آیت ہے اور جو ”سورۂ نمل“ کی آیت نمبر 30 میں ہے وہ اُس آیت کا ایک حصہ ہے۔

(2)...”بِسْمِ اللّٰهِ“ ہر سورت کے شروع کی آیت نہیں ہے بلکہ پورے قرآن کی ایک آیت ہے جسے ہر سورت کے شروع میں لکھ دیا گیا تاکہ دو سورتوں کے درمیان فاصلہ ہو جائے، اسی لئے سورت کے اوپر امتیازی شان میں ”بِسْمِ اللّٰهِ“ لکھی جاتی ہے آیات کی طرح ملا کر نہیں لکھتے اور امام جہری نمازوں میں ”بِسْمِ اللّٰهِ“ آواز سے نہیں پڑھتا، نیز حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام جو پہلی وحی لائے اس میں ”بِسْمِ اللّٰهِ“ نہ تھی۔

(3)...تراویح پڑھانے والے کو چاہیے کہ وہ کسی ایک سورت کے شروع میں ”بِسْمِ اللّٰهِ“ آواز سے پڑھے تاکہ ایک آیت رہ نہ جائے۔

(4)... تلاوت شروع کرنے سے پہلے ''اَعُوْذُ بِاللّٰه مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' پڑھنا سنت ہے، لیکن اگر شاگرد استاد سے قرآن مجید پڑھ رہا ہو تو اس کے لیے سنت نہیں۔

(5)... سورت کی ابتداء میں ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھنا سنت ہے ورنہ مستحب ہے۔

(6)... اگر ''سورۂ توبہ'' سے تلاوت شروع کی جائے تو ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ'' اور ''بِسْمِ اللّٰهِ'' دونوں کو پڑھا جائے اور اگر تلاوت کے دوران سورۂ توبہ آجائے تو ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھنے کی حاجت نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (1)

ترجمہ کنزالعرفان: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہان والوں کا پالنے والا ہے۔

حمد سے متعلق شرعی حکم:

خطبے میں حمد ''واجب''، کھانے کے بعد ''مستحب''، چھینک آنے کے بعد ''سنت''، حرام کام کے بعد ''حرام'' اور بعض صورتوں میں ''کفر'' ہے۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (2)

ترجمہ کنزالعرفان: بہت مہربان رحمت والا۔

کسی کو رحمٰن اور رحیم کہنے کے بارے میں شرعی حکم:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو رحمٰن کہنا جائز نہیں جبکہ رحیم کہا جا سکتا ہے جیسے قرآن

مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی رحیم فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

” لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ“(توبہ: ۱۲۸)

ترجمۂ کنزالعرفان: بیشک تمہارے پاس تم میں سے وہ عظیم رسول تشریف لے آئے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت بھاری گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ، مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں۔

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ(4)

ترجمہ کنزالعرفان: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنے کا ثبوت:

آیت میں جمع کے صیغے ہیں جیسے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنی چاہئے اور دوسروں کو بھی عبادت کرنے میں شریک کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ گناہگاروں کی عبادتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے محبوب اور مقبول بندوں کی عبادتوں کے ساتھ جمع ہوکر قبولیت کا درجہ پالیتی ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجت عرض کرنے سے پہلے اپنی بندگی کا اظہار کرنا چاہئے۔ امام عبداللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: عبادت کو مدد طلب کرنے سے پہلے ذکر کیا گیا کیونکہ حاجت طلب کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنا قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔

(مدارک، الفاتحۃ، تحت الآیۃ: ۴، ص ۱۴)

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی کا وسیلہ پیش کرکے اپنی حاجات کے لئے دعا کیا کرے تاکہ اُس وسیلے کے صدقے دعا جلد مقبول ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے، چنانچہ وسیلے کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ“ (مائدہ: ۳۵)

ترجمۂ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

اور ”سُنن ابنِ ماجہ“ میں ہے کہ ایک نابینا صحابی بارگاہ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں حاضر ہو کر دعا کے طالب ہوئے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں اس طرح دعا مانگنے کا حکم دیا:

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ

فِيَّ"

اے اللہ! تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبیِ رحمت حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں اے محمد! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وسیلے سے اپنے رب تعالیٰ کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کی تاکہ میری حاجت پوری کر دی جائے، اے اللہ! تعالیٰ، پس تو میرے لئے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شفاعت قبول فرما۔

(ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی صلاۃ الحاجۃ، ۲/۱۵۷، الحدیث: ۱۳۸۵)

حدیث پاک میں مذکور لفظ "یا مُحمد" سے متعلق ضروری وضاحت:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "علماء تصریح فرماتے ہیں: حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔ اور (یہ بات) واقعی محلِ انصاف ہے، جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے (تو) غلام کی کیا مجال کہ (وہ) راہِ ادب سے تجاوز کرے، بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا: اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تعلیم فرمائی (ہو) جیسے دعائے "یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ"۔ تاہم اس کی جگہ یَارَسُوْلَ اللّٰہ، یَا نَبِیَّ اللّٰہ (کہنا) چاہیے، حالانکہ الفاظِ دعا میں حَتَّی الوُسْعَ تغیر نہیں کی جاتی۔ یہ مسئلہ مہمہ (یعنی اہم ترین مسئلہ) جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں واجب الحفظ ہے۔

(فتاوی رضویہ، ۳۰/۱۵۸-۱۵۷)

{وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ: اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔} اس آیت میں بیان کیا گیا کہ مدد طلب کرنا خواہ واسطے کے ساتھ ہو یا واسطے کے بغیر ہو ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ایسی ہے جس سے حقیقی طور پر مدد طلب کی جائے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''حقیقی مدد طلب کرنے سے مراد یہ ہے کہ جس سے مدد طلب کی جائے اسے بالذات قادر، مستقل مالک اور غنی بے نیاز جانا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر خود اپنی ذات سے اس کام (یعنی مدد کرنے) کی قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ہر مسلمان کے نزدیک ''شرک'' ہے اور کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے بارے میں ایسا ''عقیدہ'' نہیں رکھتا اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے بارے میں مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے کے لئے واسطہ اور حاجات پوری ہونے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں تو جس طرح حقیقی وجود کہ کسی کے پیدا کئے بغیر خود اپنی ذات سے موجود ہونا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اس کے باوجود کسی کو موجود کہنا اس وقت تک شرک نہیں جب تک وہی حقیقی وجود مراد نہ لیا جائے، یونہی حقیقی علم کہ کسی کی عطا کے بغیر خود اپنی ذات سے ہو اور حقیقی تعلیم کہ کسی چیز کی محتاجی کے بغیر از خود کسی کو سکھانا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اس کے باوجود

دوسرے کو عالم کہنا یا اس سے علم طلب کرنا اس وقت تک شرک نہیں ہو سکتا جب تک وہی اصلی معنی مقصود نہ ہوں تو اسی طرح کسی سے مدد طلب کرنے کا معاملہ ہے کہ اس کا حقیقی معنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور وسیلہ وواسطہ کے معنی میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کے لئے ثابت ہے اور حق ہے بلکہ یہ معنی تو غیرِ خدا ہی کے لئے خاص ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ وسیلہ اور واسطہ بننے سے پاک ہے، اس سے اوپر کون ہے کہ یہ اس کی طرف وسیلہ ہو گا اور اس کے سوا حقیقی حاجت روا کون ہے کہ یہ بیچ میں واسطہ بنے گا

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ (7)

ترجمہ کنزالعرفان: ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا نہ کہ ان کا راستہ جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

آیت "وَ لَا الضَّآلِّیْنَ" سے متعلق شرعی مسئلہ:

بعض لوگ "وَ لَا الضَّآلِّیْنَ" کو "وَلَا الظَّآ لِّیْن" پڑھتے ہیں، ان کا ایسا کرنا حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ض، ظ، ذ، ز سب حروف متبائنہ، متغائرہ (یعنی ایک دوسرے سے جدا جدا حروف) ہیں، ان میں سے کسی کو دوسرے سے تلاوتِ قرآن میں قصداً بدلنا، اِس کی جگہ اُسے پڑھنا، نماز میں ہو خواہ بیرون نماز، حرام قطعی وگناہِ عظیم، اِفْتِراء عَلَی اللہ و تحریفِ کتاب کریم

ہے۔(فتاوی رضویہ، ۶/۳۰۵) اس مسئلے کے بارے میں دلائل کے ساتھ تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاوی رضویہ کی چھٹی جلد میں موجود ان رسائل کا مطالعہ فرمائیں : (۱) نِعْمَ الزَّادْ لِرَوْمِ الضَّادْ۔(ضاد کی ادائیگی کا بہترین طریقہ)(۲)اِلْجَامُ الصَّادْ عَنْ سُنَنِ الضَّادْ۔(ضاد کی ادائیگی کے غلط اور صحیح طریقوں کا بیان){اٰمین}اس کا ایک معنی ہے:اے اللہ !تعالی،توقبول فرما۔دوسرا معنی ہے:اے اللہ !تعالی،تو ایسا ہی فرما۔

اٰمین سے متعلق شرعی مسائل:

(1)...یہ قرآن مجید کا کلمہ نہیں ہے۔

(2)...نماز کے اندر اور نماز سے باہر جب بھی ’’سورہ فاتحہ ‘‘ختم کی جائے تو اس کے بعد اٰمین کہنا سنت ہے۔

(3)...احناف کے نزدیک نماز میں آمین بلند آواز سے نہیں بلکہ آہستہ کہی جائے گی۔

سورة البقرة

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ(3)

ترجمہ کنزالعرفان: وہ لوگ جو بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

ایمان اور غیب سے متعلق چند اہم باتیں:

اس آیت میں "ایمان" اور "غیب" کا ذکر ہوا ہے اس لئے ان سے متعلق چند اہم باتیں یاد رکھیں!

(1)... "ایمان" اسے کہتے ہیں کہ بندہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین (میں داخل) ہیں اور کسی ایک ضرورتِ دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں۔

(بہارِ شریعت، ۱/۱۷۲)

(2)... "عمل" ایمان میں داخل نہیں ہوتے اسی لیے قرآن پاک میں ایمان کے ساتھ عمل کا جداگانہ ذکر کیا جاتا ہے جیسے اس آیت میں بھی ایمان کے بعد نماز و صدقہ کا ذکر علیحدہ طور پر کیا گیا ہے۔

(3)... "غیب" وہ ہے جو ہم سے پوشیدہ ہو اور ہم اپنے حواس جیسے دیکھنے، چھونے

وغیرہ سے اور بدیہی طور پر عقل سے اسے معلوم نہ کرسکیں۔

(4)... غیب کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جس کے حاصل ہونے پر کوئی دلیل نہ ہو۔ یہ علم غیب ذاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور جن آیات میں غیرُ اللہ سے علمِ غیب کی نفی کی گئی ہے وہاں یہی علمِ غیب مراد ہوتا ہے۔

(۲) جس کے حاصل ہونے پر دلیل موجود ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، گزشتہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور قوموں کے احوال نیز قیامت میں ہونے والے واقعات وغیرہ کا علم۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے بتانے سے معلوم ہیں اور جہاں بھی غیرُ اللہ کیلئے غیب کی معلومات کا ثبوت ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے بتانے ہی سے ہوتا ہے۔

(تفسیر صاوی، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۳، ۱/۲۶، ملخصًا)

(5)... اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کسی کیلئے ایک ذرے کا علمِ غیب ماننا قطعی کفر ہے۔

(6)... اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں جیسے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاءِ عظام رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم پر "غیب" کے دروازے کھولتا ہے جیسا کہ خود قرآن و حدیث میں ہے۔ اس موضوع پر مزید کلام سورۂ اٰلِ عمران کی آیت نمبر 179 کی تفسیر میں مذکور ہے۔

وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَۚ-وَ بِالْاٰخِرَةِ

هُمْ يُوْقِنُوْنَ (4)

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو تمہاری طرف نازل کیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کتابوں وغیرہ پر ایمان لانے کا شرعی حکم:

یاد رکھیں کہ جس طرح قرآن پاک پر ایمان لانا ہر مکلف پر "فرض" ہے اسی طرح پہلی کتابوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے جو گزشتہ انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام پر نازل ہوئیں البتہ ان کے جو احکام ہماری شریعت میں منسوخ ہو گئے ان پر عمل درست نہیں مگر پھر بھی ایمان ضروری ہے مثلاً پچھلی کئی شریعتوں میں بیت المقدس قبلہ تھا لہٰذا اس پر ایمان لانا تو ہمارے لیے ضروری ہے مگر عمل یعنی نماز میں بیت المقدس کی طرف منہ کرنا جائز نہیں، یہ حکم منسوخ ہو چکا۔ نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ قرآن کریم سے پہلے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام پر نازل فرمایا ان سب پر اجمالاً ایمان لانا "فرض عین" ہے یعنی یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَام پر کتابیں نازل فرمائیں اور ان میں جو کچھ بیان فرمایا سب حق ہے۔ قرآن شریف پر یوں ایمان رکھنا فرض ہے کہ ہمارے پاس جو موجود ہے اس کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برحق ہے بقیہ تفصیلاً جاننا "فرضِ کفایہ" ہے لہٰذا عوام پر اس کی تفصیلات کا علم حاصل کرنا فرض نہیں جب

کہ علماء موجود ہوں جنہوں نے یہ علم حاصل کرلیا ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ(6)

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک وہ لوگ جن کی قسمت میں کفر ہے ان کے لئے برابر ہے کہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

کفر کی تعریف:

ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار یا تحقیر و استہزاء کرنا کفر ہے اور ضروریاتِ دین، اسلام کے وہ احکام ہیں، جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی نبوت، نماز، روزے، حج، جنت، دوزخ، قیامت میں اُٹھایا جانا وغیرہا۔ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو علماء کے طبقہ میں شمار نہ کئے جاتے ہوں مگر علماء کی صحبت میں بیٹھنے والے ہوں اور علمی مسائل کا ذوق رکھتے ہوں، اس سے وہ لوگ مراد نہیں جو دور دراز جنگلوں پہاڑوں میں رہنے والے ہوں جنہیں صحیح کلمہ پڑھنا بھی نہ آتا ہو کہ ایسے لوگوں کا ضروریاتِ دین سے ناواقف ہونا اِس دینی ضروری کو غیر ضروری نہ کردے گا، البتہ ایسے لوگوں کے مسلمان ہونے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ ضروریاتِ دین کا انکار کرنے والے نہ ہوں اور یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے اور ان سب پر اجمالاً ایمان

لائے ہوں۔(بہارِ شریعت،۱/۱۷۳-۱۷۲، ملخصًا)

فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌۙ فَزَادَہُمُ اللّٰہُ مَرَضًاۚ وَ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۢ ۙ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ(10)

ترجمہ کنزالعرفان:ان کے دلوں میں بیماری ہے تواللہ نے ان کی بیماری میں اور اضافہ کردیا اور ان کے لئے ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے دردناک عذاب ہے۔

جھوٹ بولنے کی وعیداور نہ بولنے کا ثواب:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا حرام ہے اور اس پر دردناک عذاب کی وعید ہے لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس سے بچنے کی خوب کوشش کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’سچائی کو (اپنے اوپر) لازم کرلو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ۔۔۔ الخ، باب قبح الکذب۔۔۔ الخ، ص۱۴۰۵، الحدیث:۱۰۵(۲۶۰۷))

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور وہ باطل ہے (یعنی جھوٹ چھوڑنے کی چیز ہی ہے) اس کے لیے جنت کے کنارے میں مکان بنایا جائے گا۔

(ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المراء، ۳/۴۰۰، الحدیث:۲۰۰۰)

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَیٰطِیْنِهِمْ ۙ- قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ(14)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب یہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لاچکے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف ہنسی مذاق کرتے ہیں۔

صحابہ کرام اور علماء دین کا مذاق اڑانے کا حکم:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اور پیشوایانِ دین کا مذاق اڑانا منافقوں کا کام ہے۔ آج کل بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اپنی مجلسوں اور مخصوص لوگوں میں ''علماء وصلحاء'' اور ''دینداروں'' کا مذاق اُڑاتے اور ان پر پھبتیاں کستے ہیں اور جب ان کے سامنے آتے ہیں تو منافقت سے بھرپور ہو کر خوشامد اور چاپلوسی کرتے ہیں اور تعریفوں کے پل باندھتے ہیں، یونہی ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں

جنہیں مذہب اور مذہبی نام سے نفرت ہے اور مذہبی حلیہ اور وضع قطع دیکھ کر ان کی طبیعت خراب ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ یاد رہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور دین کا مذاق اڑانا کفر ہے، یونہی صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی بے ادبی گمراہی ہے، اسی طرح علم کی وجہ سے علماء دین کا مذاق اڑانا کفر ہے ورنہ حرام ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًاۗ-ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍؕ-وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ(29)

ترجمہ کنزالعرفان: وہی ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے بنایا پھر اس نے آسمان کے بنانے کا قصد فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے اور وہ ہر شے کا خوب علم رکھتا ہے۔

ایک اہم قاعدہ:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے منع نہیں فرمایا وہ ہمارے لئے مُباح و حلال ہے۔ (تفسیر روح المعانی، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۹، ۲۹۱/۱)

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓىٕكَةِۙ-فَقَالَ اَنْۢبِـٴُـوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ(31)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھا دیے پھر ان

سب اشیاء کو فرشتوں کے سامنے پیش کر کے فرمایا: اگر تم سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔

انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرشتوں سے افضل ہیں:

واقعہ آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرشتوں سے افضل ہیں، اور یہ عقیدہ کئی دلائل سے ثابت ہے، ان میں سے 6 دلائل درج ذیل ہیں:

(1)... حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ فرشتوں سے افضل ہیں

کیونکہ ہر شخص یہ بات اچھی طرح جانتا ہے بادشاہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بڑے مرتبے والا وہ شخص ہوتا ہے جو ولایت اور تصرف میں بادشاہ کا قائم مقام ہو۔

(2)... حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرشتوں سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں اور جسے زیادہ علم ہو وہ افضل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (زمر : ٩)

ترجمۂ کنزالعرفان: تم فرماؤ: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟

(3)... اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ حکم دیا کہ وہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو سجدہ کریں، اس سے معلوم ہوا کہ وہ فرشتوں سے افضل ہیں کیونکہ سجدے میں

انتہائی تواضع ہوتی ہے اور کسی کے سامنے انتہائی تواضع وہی کرے گا جو اس سے کم مرتبے والا ہو۔

(4)...اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ“ (اٰل عمران:۳۳)

ترجمۂ کنزالعرفان: بیشک اللہ نے آدم اور نوح اور ابراہیم کی اولاد اور عمران کی اولاد کو سارے جہان والوں پر چن لیا۔

اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو تمام مخلوقات پر چن لیا اور چونکہ مخلوقات میں فرشتے بھی داخل ہیں اس لئے اِن پر بھی اُن انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو چنا گیا لہٰذا وہ فرشتوں سے افضل ہوئے۔

(5)...اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ“(انبیاء : ۱۰۷)

ترجمۂ کنزالعرفان: اور ہم نے تمہیں تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔

اور چونکہ عالمین میں فرشتے بھی داخل ہیں اس لئے رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اِن کے لئے بھی رحمت ہوئے اور جب آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فرشتوں کے لئے رحمتِ مطلق ہیں تو یقینا ان سے افضل بھی ہیں۔

(6)... حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے دو وزیر آسمانوں میں ہیں اور دو وزیر زمین میں ہیں۔ آسمانوں میں میرے دو وزیر حضرت جبریل اور حضرت میکائیل عَلَیْہِمَا السَّلَام ہیں اور زمین میں میرے دو وزیر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں۔ (مستدرک، کتاب التفسیر، من سورۃ البقرۃ، ۲/۶۵۴-۶۵۳، الحدیث: ۳۱۰۱-۳۱۰۰)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بادشاہ کی طرح ہیں اور حضرت جبریل اور حضرت میکائیل عَلَیْہِمَا السَّلَام دونوں ان کے وزیروں کی طرح ہیں اور چونکہ بادشاہ وزیر سے افضل ہوتا ہے اس لئے ثابت ہوا کہ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرشتوں سے افضل ہیں۔ (تفسیر کبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۳۴، ۱/۴۴۵)

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَاؕ-اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ(32)

ترجمہ کنزالعرفان: (فرشتوں نے) عرض کی: (اے اللہ !) تو پاک ہے ۔ ہمیں تو صرف اتنا علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا دیا، بے شک تو ہی علم والا، حکمت والا ہے۔

اللہ تَعَالٰی کو معلم یا استاذ کہنا:

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی کی طرف تعلیم کی نسبت کرنا صحیح ہے

اگرچہ اس کو معلم نہ کہا جائے گا کیونکہ معلم پیشہ ور تعلیم دینے والے کو کہتے ہیں۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَؕ-اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ﱪ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ(34)

ترجمہ کنزالعرفان: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافر ہوگیا۔

سجدہ سے متعلق چند شرعی احکام:

اس آیت میں سجدے کا ذکر ہے اس مناسبت سے یہاں سجدے سے متعلق چند احکام بیان کئے جاتے ہیں:

(1)...سجدے کی دو قسمیں ہیں:

(۱) عبادت کا سجدہ: ”عبادت کا سجدہ“ کسی کو معبود سمجھ کر کیا جاتا ہے

(۲) تعظیم کا سجدہ: ”تعظیم کا سجدہ“ وہ ہوتا ہے جس سے مسجود (یعنی جسے سجدہ کیا جائے اس) کی تعظیم مقصود ہوتی ہے۔

(2)...یہ قطعی عقیدہ ہے کہ ”سجدہ عبادت“ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے کسی اور کے لیے نہیں ہو سکتا اور نہ کسی شریعت میں کبھی جائز ہوا۔

(3)...فرشتوں نے حضرت آدم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو تعظیمی سجدہ کیا تھا اور وہ

باقاعدہ پیشانی زمین پر رکھنے کی صورت میں تھا، صرف سر جھکانا نہ تھا۔

(4)... تعظیمی سجدہ پہلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں منسوخ کر دیا گیا اب کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔ لہٰذا کسی پیر یا ولی یا مزار کو تعظیمی سجدہ کرنا حرام ہے لیکن یہ یاد رہے کہ تعظیمی سجدہ کرنے والوں پر یہ بہتان باندھنا کہ یہ معبود سمجھ کر سجدہ کرتے ہیں یہ اس تعظیمی سجدہ سے بڑا جرم ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کو مشرک و کافر کہنا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنْ نے غیرُ اللہ کو تعظیمی سجدہ کرنے کے حرام ہونے پر ایک عظیم کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: ''اَلزُّبْدَةُ الزَّكِيَّةُ فِيْ تَحْرِيْمِ سُجُوْدِ التَّحِيَّةْ (غیرُ اللہ کیلئے سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے کا بیان)'' یہ کتاب فتاویٰ رضویہ کی 22ویں جلد میں موجود ہے اور اس کا مطالعہ کرنا انتہائی مفید ہے

وَ قُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا۪-وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ(35)

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ۪-وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّۚ-وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ(36)

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے فرمایا: اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور بغیر روک ٹوک کے جہاں تمہارا جی چاہے کھاؤ البتہ اس درخت کے

قریب نہ جانا ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ تو شیطان نے ان دونوں کو جنت سے لغزش دی پس انہیں وہاں سے نکلوا دیا جہاں وہ رہتے تھے اور ہم نے فرمایا: تم نیچے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن بنو گے اور تمہارے لئے ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھکانہ اور (زندگی گزارنے کا) سامان ہے۔

ایک اہم مسئلہ:

یہاں ایک اہم مسئلہ یاد رکھنا ضروری ہے کیونکہ آج کل بیباکی کا دور ہے اور جس کا جو جی چاہتا ہے بول دیتا ہے یہاں تک کہ

مذہبی معاملات میں اور اہم عقائد میں بھی زبان کی بے احتیاطیاں شمار سے باہر ہیں، اس میں سب سے زیادہ بے باکی جس مسئلے میں دیکھنے میں آتی ہے وہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا جنتی ممنوعہ درخت سے پھل کھانا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: غیرِ تلاوت میں اپنی طرف سے حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف نافرمانی و گناہ کی نسبت حرام ہے۔ ائمۂ دین نے اس کی تصریح فرمائی بلکہ ایک جماعت علماءِ کرام نے اسے کفر بتایا (ہے)۔

(فتاوی رضویہ، ۱/۸۲۳)

لہٰذا اپنے ایمان اور قبر و آخرت پر ترس کھاتے ہوئے اِن معاملات میں خاص طور

پر اپنی زبان پر قابو رکھیں۔

انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ظالم کہنے والے کا حکم:

یاد رہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ظالم کہنا گستاخی اور توہین ہے اور جو انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ظالم کہے وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ مالک اور مولیٰ ہے، وہ اپنے مقبول بندوں کے بارے میں جو چاہے فرمائے، کسی دوسرے کی کیا مجال کہ وہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے متعلق کوئی خلافِ ادب کلمہ زبان پر لائے اور اللہ تعالیٰ کے اس طرح کے خطابات کو اپنی جرأت و بیباکی کی دلیل بنائے۔ اس بات کو یوں سمجھیں کہ بادشاہ کے ماں باپ بادشاہ کو ڈانٹیں اور یہ دیکھ کر شاہی محل کا جمعدار بھی بادشاہ کو انہی الفاظ میں ڈانٹنے لگے تو اس احمق کا کیا انجام ہوگا؟ ہمیں تو انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور محبوبانِ خدا کی تعظیم و توقیر اور ادب و اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور ہم پر یہی لازم ہے۔

انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عصمت کا بیان:

یہ بھی یاد رہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام معصوم ہوتے ہیں اور ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا، ان کے معصوم ہونے پر بیسیوں دلائل ہیں۔ یہاں پر صرف 3 دلائل درج کئے جاتے ہیں۔

(1)...انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے اور مخلص بندے

ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بارے میں واضح طور پر ارشاد فرمایا:

اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ(ص: ۴۶)

ترجمۂ کنزالعرفان: بیشک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے چن لیا وہ اس (آخرت کے) گھر کی یاد ہے۔

اور حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ"(یوسف: ۲۴)

ترجمۂ کنزالعرفان: بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔

اور جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہیں شیطان انہیں گمراہ نہیں کر سکتا، جیسا کہ اس کا یہ اعتراف خود قرآن مجید میں موجود ہے:

" قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَۙ(۸۲) اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ"(ص: ۸۳-۸۲)

ترجمۂ کنزالعرفان: اس نے کہا: تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا۔ مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا کہ وہ ان سے گناہ یا کفر کرا دے۔

(2)...گناہ کرنے والا مذمت کئے جانے کے لائق ہے، جبکہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مطلقًا ارشاد فرمادیا کہ

”وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ“(ص: ۴۷)

ترجمۂ کنزالعرفان: اور بیشک وہ ہمارے نزدیک بہترین چُنے ہوئے بندوں میں سے ہیں۔

(3)...انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرشتوں سے افضل ہیں اور جب فرشتوں سے گناہ صادر نہیں ہوتا تو ضروری ہے کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بھی گناہ صادر نہ ہو کیونکہ اگر انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بھی گناہ صادر ہو تو وہ فرشتوں سے افضل نہیں رہیں گے۔

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (37)

ترجمۂ کنزالعرفان: پھر آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھ لئے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔ بیشک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اجتہادی خطا

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جب حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اجتہادی خطا ہوئی

تو (عرصۂ دراز تک حیران و پریشان رہنے کے بعد) انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے رب! تعالی، مجھے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے میں معاف فرمادے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے آدم! تم نے محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو کیسے پہچانا حالانکہ ابھی تو میں نے اسے پیدا بھی نہیں کیا؟ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عرض کی: اے اللہ تعالی! جب تو نے مجھے پیدا کر کے میرے اندر روح ڈالی اور میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا دیکھا، تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اس کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا، بیشک وہ تمام مخلوق میں میری بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تم اس کے وسیلے سے مجھ سے دعا کرو میں تمہیں معاف کردوں گا اور اگر محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔

(مستدرک، ومن کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی فی دلائل النبوۃ، استغفار آدم علیہ السلام بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ۳/۵۱۷، الحدیث: ۴۲۸۶، معجم الاوسط، من اسمہ محمد، ۵/۳۶، الحدیث: ۶۵۰۲، دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع ابواب غزوۃ تبوک، باب ماجاء فی تحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ الخ، ۶/۴۸۹)

بارگاہِ الٰہی کے مقبول بندوں کے وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے:

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ مقبولانِ بارگاہ کے وسیلہ سے، بَحقِ فلاں اور بَجاہِ فلاں کے الفاظ سے دعا مانگنا جائز اور حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت

ہے۔ یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق واجب نہیں ہوتا لیکن وہ اپنے مقبولوں کو اپنے فضل وکرم سے حق دیتا ہے اور اسی فضل وکرم والے حق کے وسیلہ سے دعا کی جاتی ہے۔اس طرح کا حق صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسے بخاری میں ہے

”مَنْ اٰمَنَ بِاللہِ وَبِرَسُوْلِہٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَصَامَ رَمَضَانَ کَانَ حَقًّاعَلَی اللہِ اَنْ یُّدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ“

جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھے اور نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے۔

(بخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب درجات المجاھدین فی سبیل اللہ۔۔۔ الخ، ۲/۲۵۰، الحدیث:۲۷۹۰)

وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(42)

ترجمہ کنزالعرفان: اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ۔

حق بات کو چھپانا حرام ہے

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کو چاہئے کہ وہ حق کو باطل سے نہ ملائے اور نہ ہی حق کو چھپائے کیونکہ اس میں فساد اور نقصان ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حق بات جاننے والے پر اسے ظاہر کرنا واجب ہے اور حق بات کو چھپانا اس پر حرام ہے۔ (خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ:۴۲، ۱/۴۹)

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَؕ-اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(44)

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

بے عمل کو وعظ سے منع کرنا کیسا؟

یاد رہے کہ اس آیت کی مراد وعظ و نصیحت کرنے والوں کو تقویٰ و پرہیزگاری پر ابھارنا ہے، بے عمل کو وعظ سے منع کرنا مقصود نہیں، یعنی یہ فرمایا ہے کہ جب دوسروں کو وعظ و نصیحت کرتے ہو تو خود بھی عمل کرو، یہ نہیں فرمایا کہ جب عمل نہیں کرتے تو وعظ و نصیحت کیوں کرتے ہو؟ کیونکہ عمل کرنا ایک واجب ہے اور دوسروں کو برائی سے روکنا دوسرا واجب ہے۔ اگر ایک واجب پر عمل نہیں تو دوسرے سے کیوں رُکا جائے۔

(بیضاوی، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۴۴، ۱/۳۱۶)

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، ہم اس وقت تک (دوسروں کو) نیک اعمال کرنے کی دعوت نہ دیں جب تک ہم خود تمام نیک اعمال نہ کرنے لگ جائیں اور ہم اس وقت تک (لوگوں کو) برے کاموں سے منع نہ کریں جب تک ہم خود تمام برے کاموں سے رک نہ جائیں؟ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا" (ایسا نہ کرو) بلکہ تم نیک اعمال کرنے

کا حکم دو اگرچہ تم خود تمام نیک اعمال نہیں کرتے اور برے اعمال کرنے سے منع کرو اگرچہ تم تمام برے اعمال سے باز نہیں آئے۔

(معجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ محمد، ۵/۷۷، الحدیث:۶۶۲۸)

وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰكُمْ وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ(50)

ترجمہ کنزالعرفان: اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑ دیا تو ہم نے تمہیں بچالیا اور فرعونیوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے غرق کر دیا۔

انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ہونے والے انعام کی یادگار قائم کرنا سنت ہے:

فرعونیوں کا غرق ہونا محرم کی دسویں تاریخ کو ہوا اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس دن شکر کا روزہ رکھا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ کیا ہے؟ یہودیوں نے عرض کی: یہ نیک دن ہے، یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس دن روزہ رکھا تھا۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "تمہاری نسبت موسیٰ سے میرا تعلق زیادہ ہے، چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس دن

روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(بخاری، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء، ۱/۶۵۶، الحدیث: ۲۰۰۴، مسلم، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، ص ۵۷۲، الحدیث: ۱۲۸(۱۱۳۰))

البتہ صرف دس محرم کا روزہ نہ رکھا جائے بلکہ اس کے ساتھ آگے یا پیچھے ایک روزہ ملایا جائے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: عاشوراء کے دن کا روزہ رکھو اور اس میں یہودیوں کی مخالفت کرو، عاشوراء کے دن سے پہلے یا بعد میں ایک دن کا روزہ رکھو۔

(مسند امام احمد، ۱/۵۱۸، الحدیث: ۲۱۵۴)

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جو انعامِ الٰہی ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور شکر بجالانا سنت ہے اگرچہ کفار بھی اس یادگار کو قائم کرتے ہوں۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىٕكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ-ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىٕكُمْؕ-فَتَابَ عَلَیْكُمْؕ-اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ(54)

ترجمہ کنزالعرفان: اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم تم نے بچھڑے (کو معبود) بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا لہٰذا (اب) اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں توبہ کرو (یوں) کہ تم اپنے لوگوں کو قتل کرو۔ یہ

تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بیشک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

مرتد کی سزا قتل کیوں ہے؟

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک کرنے سے مسلمان مرتد ہوجاتا ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت کررہا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا باغی ہو اسے قتل کردینا ہی حکمت اور مصلحت کے عین مطابق ہے۔ دنیا کے تقریبًا تمام ممالک میں یہ قانون نافذ ہے کہ جو اس ملک کے بادشاہ سے بغاوت کرے اسے قتل کردیا جائے۔ اس قانون کو انسانیت کے تمام علمبردار تسلیم کرتے ہیں اور اس کے خلاف کسی طرح کی کوئی آواز بلند نہیں کرتے، جب دنیوی بادشاہ کے باغی کو قتل کردینا انسانیت پر ظلم نہیں تو جو سب بادشاہوں کے بادشاہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہوجائے اسے قتل کردیا جانا کس طرح ظلم ہوسکتا ہے۔

وَ اِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًاؕ-قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْؕ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ(60)

ترجمہ کنزالعرفان: اور یاد کرو، جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا تو ہم نے فرمایا کہ پتھر پر اپنا عصا مارو، تو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے

(اور) ہر گروہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ کو پہچان لیا (اور ہم نے فرمایا کہ) اللہ کا رزق کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے مدد طلب کرنے کا ثبوت:

اس آیت میں لوگوں کا انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بارگاہ میں استعانت کرنے اور انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ان کی مشکل کشائی فرمانے کا ثبوت بھی ہے۔ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرت مبارکہ میں ایسے کئی واقعات ہیں جن میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر لوگوں نے اپنی مشکلات عرض کیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی مشکل کشائی فرمائی، ان میں سے دو واقعات درج ذیل ہیں:

(1)…حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں (میرے والد) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وفات پاگئے اور ان پر قرض تھا "فَاسْتَعَنْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی غُرَمَائِہٖ اَنْ یَضَعُوْا مِنْ دَیْنِہٖ" تو میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ان کے قرض خواہوں سے متعلق مدد طلب کی کہ وہ ان کا قرضہ کچھ کم کر دیں۔ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس بارے میں ان سے بات کی تو انہوں نے ایسا نہ کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: تم جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کی الگ الگ ڈھیریاں بناؤ اور پھر مجھے پیغام بھیج دینا۔ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

فرماتے ہیں: میں نے ڈھیریاں بنادیں اور بارگاہ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں پیغام بھیج دیا، آپ ان ڈھیریوں کے پاس تشریف فرما ہو گئے اور ارشاد فرمایا: تم ماپ کر لوگوں کو دیتے جاؤ۔ میں نے کھجوریں ماپ کر لوگوں کو دینا شروع کر دیں یہاں تک کہ سب کا قرضہ اتر گیا اور میری کھجوریں ایسے لگ رہی تھیں جیسے ان میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

(بخاری، کتاب البیوع، باب الکیل علی البائع والمعطی، ۲/۲۶، الحدیث: ۲۱۲۷)

(2)... حضرت سالم بن ابی جعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے چمڑے کا ایک تھیلا تھا جس (میں موجود پانی) سے وضو فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گرد حلقہ ڈال کر کھڑے ہو گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا بات ہے؟ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے عرض کی: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے پاس پانی نہیں ہے جس سے ہم وضو کریں اور اسے پی سکیں، صرف وہی پانی ہے جو آپ کے سامنے موجود ہے۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا دست مبارک اس تھیلے میں رکھ دیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک انگلیوں سے پانی چشموں کی طرح جوش مارنے لگا، پھر ہم نے پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ حضرت سالم بن ابی جعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا: آپ اس وقت کل کتنے آدمی تھے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کفایت کر جاتا لیکن ہم اس وقت صرف 1500 تھے۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ۲/۴۹۴-۴۹۳، الحدیث: ۳۵۷۶)

انسانوں کے علاوہ حیوانات نے بھی اپنی تکالیف عرض کیں تو حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی تکالیف دور فرمائیں اور جمادات نے بھی اپنی مرادیں عرض کیں تو سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی مرادیں بھی پوری فرمائیں جیساکہ احادیث اور سیرت کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد، ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
ہاں اِسی در پر شترانِ ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

رزق کا استعمال نہیں، ناشکری و نافرمانی منع ہے

{کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا: کھاؤ اور پیو۔} حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم سے فرمایا گیا کہ آسمانی طعام مَن و سَلْوٰی کھاؤ اور اس پتھر کے چشموں کا پانی پیو جو تمہیں فضل الٰہی سے بغیر محنت کے میسر ہے اور اس بات کا خیال رکھو کہ فتنہ و فساد سے بچو اور گناہوں میں نہ پڑو۔ ہر امت کو یہی حکم تھا کہ اللہ تعالیٰ کا رزق کھاؤ لیکن فساد نہ پھیلاؤ۔ یعنی رزق کے استعمال سے منع نہیں فرمایا بلکہ حرام کمانے، حرام کھانے، کھا کر خدا کی

ناشکری و نافرمانی سے منع کیا گیا ہے۔

وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـٕیْنَ(65)

ترجمہ کنزالعرفان: اور یقیناً تمہیں معلوم ہیں وہ لوگ جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن میں سرکشی کی۔ تو ہم نے ان سے کہا کہ دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ۔

تفسیر صراط الجنان

شہر اَیلہ میں بنی اسرائیل آباد تھے انہیں حکم تھا کہ ہفتے کا دن عبادت کے لیے خاص کر دیں اور اس روز شکار نہ کریں اور دنیاوی مشاغل ترک کر دیں۔ ان کے ایک گروہ نے یہ چال چلی کہ وہ جمعہ کے دن شام کے وقت دریا کے کنارے کنارے بہت سے گڑھے کھودتے اور ہفتہ کے دن ان گڑھوں تک نالیاں بناتے جن کے ذریعہ پانی کے ساتھ آکر مچھلیاں گڑھوں میں قید ہو جاتیں اور اتوار کے دن انہیں نکالتے اور کہتے کہ ہم مچھلی کو پانی سے ہفتے کے دن تو نہیں نکالتے، یہ کہہ کر وہ اپنے دل کو تسلی دے لیتے۔ چالیس یا ستر سال تک ان کا یہی عمل رہا اور جب حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوت کا زمانہ آیا تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے انہیں اس سے منع کیا اور فرمایا کہ قید کرنا ہی شکار ہے جو تم ہفتے ہی کو کر رہے ہو۔ جب وہ باز نہ آئے تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان پر لعنت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بندروں کی شکل میں مسخ کر دیا۔ بعض

مفسرین نے فرمایا کہ نوجوان بندروں کی شکل میں اور بوڑھے خنزیروں کی شکل میں مسخ ہوگئے، ان کی عقل اور حواس تو باقی رہے مگر قوت گویائی زائل ہوگئی اور بدنوں سے بدبو نکلنے لگی، وہ اپنے اس حال پر روتے رہے یہاں تک کہ تین دن میں سب ہلاک ہوگئے، ان کی نسل باقی نہ رہی اور یہ لوگ ستر ہزار کے قریب تھے۔

(روح البیان، البقرۃ، تحت الآیۃ:۶۵، ۱/۱۵۷-۱۵۶، تفسیر عزیزی (مترجم)، ۲/۴۹۴-۴۹۲، ملتقطاً)

حیلہ کرنے کا شرعی حکم:

یاد رہے کہ حکمِ شرعی کو باطل کرنے کیلئے حیلہ کرنا حرام ہے جیسا کہ یہاں مذکور ہوا اور حکمِ شرعی کو کسی دوسرے شرعی طریقے سے حاصل کرنے کیلئے حیلہ کرنا جائز ہے جیسا کہ قرآن پاک میں حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا اس طرح کا عمل سورہ ص آیت 44 میں مذکور ہے۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ اَنْ یَّكْفُرُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْیًا اَنْ یُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۚ-فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍؕ-وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ(90)

ترجمہ کنزالعرفان: انہوں نے اپنی جانوں کا کتنا برا سودا کیا کہ اللہ نے جو نازل فرمایا ہے اس کا انکار کررہے ہیں اس حسد کی وجہ سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہتا ہے وحی نازل فرماتا ہے تو یہ لوگ غضب پر

غضب کے مستحق ہو گئے اور کافروں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

حسد کا شرعی حکم:

اس سے معلوم ہوا کہ منصب و مرتبے کی طلب انسان کے دل میں حسد پیدا ہونے کا ایک سبب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حسد ایسا خبیث مرض ہے جو انسان کو کفر تک بھی لے جا سکتا ہے

یاد رہے کہ حسد حرام ہے اور اس باطنی مرض کے بارے میں علم حاصل کرنا فرض ہے۔اس سے متعلق مزید تفصیل جاننے کے لئے امام غزالی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی مشہور کتاب ''احیاء العلوم'' کی تیسری جلد میں موجود حسد سے متعلق بیان مطالعہ فرمائیں۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَ یَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗۗ-وَ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْؕ-قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِیَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ(91)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان سے کہا جائے کہ اس پر ایمان لاؤ جو اللہ نے نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں: ہم اسی پر ایمان لاتے ہیں جو ہمارے اوپر نازل کیا گیا اور وہ تورات کے علاوہ دیگر کا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ (قرآن) بھی حق ہے ان کے پاس موجود (کتاب) کی تصدیق کرنے والا ہے۔ اے محبوب! تم

فرمادو کہ (اے یہودیو!) اگر تم ایمان والے تھے تو پھر پہلے تم اللہ کے نبیوں کو کیوں شہید کرتے تھے؟۔

آیت ”وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ“ سے معلوم ہونے والے احکام:

(1)...اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمانی کتابوں پر اور حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمانوں پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے ایک کا بھی انکار کفر ہے، یونہی تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے ایک کا بھی انکار کرنا کفر ہے۔

(2)...انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تعظیم ایمان کا رکنِ اعلیٰ ہے اور ان کی توہین کرنا کفر ہے۔

(3)...اللہ تعالیٰ کے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو شہید کرنا کفر ہے۔

(4)...کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے کیونکہ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے کے بنی اسرائیل نے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو شہید نہ کیا تھا مگر چونکہ وہ قاتلوں کی اِس حرکت سے راضی تھے اور ان کو اپنا بڑا مانتے تھے اور انہیں عظمت سے یاد کرتے تھے اس لئے انہیں بھی قاتلوں میں شامل کیا گیا۔ آج کل بھی اگر کوئی بذاتِ خود گستاخی نہ بھی کرے لیکن گستاخوں کو اچھا سمجھے، انہیں اپنا بڑا مانے تو وہ انہیں میں شامل ہے اور وہ بھی گستاخ ہی ہے۔ حضرت عُرس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پر

نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جب زمین میں گناہ کیا جائے تو جو وہاں موجود ہے مگر اسے برا جانتا ہے، وہ اس کی مثل ہے جو وہاں نہیں ہے اور جو وہاں نہیں ہے مگر اس پر راضی ہے، وہ اس کی مثل ہے جو وہاں حاضر ہے۔

(ابوداود، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی، ۱۶۶/۴، الحدیث:۴۳۴۵)

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ(94)

ترجمہ کنزالعرفان: اے محبوب! تم فرمادو: اگر دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر آخرت کا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے ہی لئے ہے تو اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا تو کرو۔

پریشانیوں سے تنگ آکر موت کی دعا کرنے کا شرعی حکم:

دنیوی پریشانیوں سے تنگ آکر موت کی دعا کرنا صبر و رضا و تسلیم و توکل کے خلاف ہے اور ناجائز ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”کوئی دنیوی مصیبت سے پریشان ہو کر موت کی تمنا نہ کرے اور اگر موت کی تمنا کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو یوں دعا کرے کہ اے اللہ! تعالیٰ، جب تک زندہ رہنا میرے لئے بہتر ہے اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرے

لئے وفات بہتر ہو اس وقت مجھے وفات دیدے۔

(بخاری، کتاب المرضی، باب تمنی الموت، ۴/۱۳، الحدیث:۵۶۷۱)

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِیْلَ وَ مِیْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِیْنَ(98)

ترجمہ کنزالعرفان: جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو تو اللہ کافروں کا دشمن ہے۔

انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے دشمنی غضبِ الٰہی کا سبب ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور فرشتوں سے دشمنی کفر اور غضبِ الٰہی کا سبب ہے اور محبوبانِ حق سے دشمنی خدا تعالیٰ سے دشمنی کرنا ہے۔ حضرتِ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے خادم ہیں ،ان کا دشمن رب تعالیٰ کا دشمن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک فرشتے سے عداوت سارے فرشتوں سے عداوت ہے۔ یہی حال انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاء عظام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم سے عداوت رکھنے کا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اسے میں نے لڑائی کا اعلان کر دیا۔

(بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ۴/۲۴۸، الحدیث:۶۵۰۲)

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙۗ-كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ(101)

ترجمہ کنزالعرفان:اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک رسول تشریف لایا جو ان کی کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہے تو اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے یوں پھینک دیا گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں ہیں۔

بے عمل آدمی جاہل ہے:

اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرنی چاہیے کہ یہ بے رخی اور بے تَوَجُّہی کی علامت ہے

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بے عمل آدمی جاہل کی طرح ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔

اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ-وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰـكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ-وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ؕ-وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ-فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ-وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ-وَ

يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ ؕ-وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﱎ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ-لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ(102)

ترجمہ کنزالعرفان: اور یہ سلیمان کے عہدِ حکومت میں اس جادو کے پیچھے پڑ گئے جو شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے کفر نہ کیا بلکہ شیطان کافر ہوئے جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور (یہ تو اس جادو کے پیچھے بھی پڑ گئے تھے) جو بابل شہر میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتارا گیا تھا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو صرف (لوگوں کا) امتحان ہیں تو (اے لوگو! تم) اپنا ایمان ضائع نہ کرو۔ وہ لوگ ان فرشتوں سے ایسا جادو سیکھتے جس کے ذریعے مرد اور اس کی بیوی میں جدائی ڈال دیں حالانکہ وہ اس کے ذریعے کسی کو اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور یہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو انہیں نقصان دے اور انہیں نفع نہ دے اور یقیناً انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا ہے آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور انہوں نے اپنی جانوں کا کتنا برا سودا کیا ہے، کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ جانتے۔

پیغمبروں پر لگے الزام دور کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں سے دشمنوں کے الزام دور کرنا اللہ تعالیٰ کی

سنت ہے جیسا کہ لوگوں نے حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جادوگری کی تہمت لگائی اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس تہمت کو دور فرمایا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جادو کرنا کبھی کفر بھی ہوتا ہے جبکہ اس میں کفریہ الفاظ ہوں۔

فرشتے گناہوں سے پاک ہیں:

فرشتوں کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ یہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ“(تحریم : ۶)

ترجمۂ کنزالعرفان: وہ (فرشتے) اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

” وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ(۴۹)یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۩(۵۰)“(نحل : ۵۰-۴۹)

ترجمۂ کنزالعرفان: اور فرشتے غرور نہیں کرتے۔ وہ اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

امام فخرالدین رازی رَحْمَةُاللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں ”اس آیت سے ثابت ہوا کہ فرشتے تمام گناہوں سے معصوم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ وہ غرور نہیں کرتے ا

س بات کی دلیل ہے کہ فرشتے اپنے پیدا کرنے والے اور بنانے والے کے اطاعت گزار ہیں اور وہ کسی بات اور کسی کام میں بھی اللہ تعالیٰ کی مخالفت نہیں کرتے۔

(تفسیر کبیر، النحل، تحت الآیۃ: ۵۰، ۷/۲۱۷-۲۱۸)

جادو کی تعریف اور اس کی چند احکام:

علماءِ کرام نے جادو کی کئی تعریفیں بیان کی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی شریر اور بدکار شخص کا مخصوص عمل کے ذریعے عام عادت کے خلاف کوئی کام کرنا جادو کہلاتا ہے۔ (شرح المقاصد، المقصد السادس، الفصل الاول فی النبوۃ، ۵/۷۹)

جادو فرمانبردار اور نافرمان لوگوں کے درمیان امتیاز کرنے اور لوگوں کی آزمائش کے لیے نازل ہوا ہے، جو اس کو سیکھ کر اس پر عمل کرے کافر ہو جائے گا بشرطیکہ اُس جادو میں ایمان کے خلاف کلمات اور افعال ہوں اور اگر کفریہ کلمات و افعال نہ ہوں تو کفر کا حکم نہیں ہے۔

یہاں مزید تین مسئلے یاد رکھیں:

(1)...جو جادو کفر ہے اس کا عامل اگر مرد ہو تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(2)...جو جادو کفر نہیں مگر اس سے جانیں ہلاک کی جاتی ہیں تو اس کا عامل ڈاکو کے حکم میں ہے مرد ہو یا عورت۔ یعنی اس کی سزا بھی قتل ہے۔

(3)...اگر جادوگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے۔ (مدارک، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۰۲، ص ۶۹)

آیت مذکورہ سے مَاخوذ چند مسائل:

(1)... مؤثِرِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور اسباب کی تاثیر اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت یعنی چاہنے کے تحت ہے۔ یعنی اللہ تعالی

چاہے تو ہی کوئی شے اثر کر سکتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو آگ جلا نہ سکے، پانی پیاس نہ بجھا سکے اور دوا شِفا نہ دے سکے۔

(2)... جادو میں اثر ہے اگرچہ اس میں کفریہ کلمے ہوں۔

(3)... جب جادو میں نقصان کی تاثیر ہے تو قرآنی آیات میں ضرور شفا کی تاثیر ہے۔ یونہی جب کفار جادو سے نقصان پہنچا سکتے ہیں تو خدا کے بندے بھی کرامت کے ذریعہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کا بیماروں، اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا بخشنا خود قرآن مجید میں موجود ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ-وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ(104)

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آیت مذکورہ سے معلوم ہونے والے احکام:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں ادب کا لحاظ کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترکِ ادب کا معمولی سا بھی اندیشہ ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے۔ایسے الفاظ کے بارے میں حکمِ شرعی یہ ہے کہ جس لفظ کے دو معنی ہوں اچھے اور برے اور لفظ بولنے میں اس برے معنٰی کی طرف بھی ذہن جاتا ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ اور حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے لئے استعمال نہ کئے جائیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی بارگاہ کا ادب ربُّ العالمین خود سکھاتا ہے اور تعظیم کے متعلق احکام کو خود جاری فرماتا ہے۔

یاد رہے کہ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی جناب میں بے ادبی کفر ہے۔

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَۃٍ اَوۡ نُنۡسِہَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡہَاۤ اَوۡ مِثۡلِہَا ؕ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (106)

ترجمہ کنزالعرفان: جب ہم کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا لوگوں کو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی اور آیت لے آتے ہیں۔ (اے مخاطب!) کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

نسخ کے چند احکام:

(1)...جس طرح کوئی آیت دوسری آیت سے منسوخ ہوتی ہے اسی طرح

حدیثِ متواتر سے بھی آیت منسوخ ہوتی ہے۔

(2)...کبھی صرف تلاوت منسوخ ہوتی ہے اور کبھی صرف حکم منسوخ ہوتا ہے اور کبھی تلاوت و حکم دونوں منسوخ ہوتے ہیں۔ بیہقی شریف میں ہے کہ ایک انصاری صحابی رات کو تہجد کے لیے اٹھے اور سورہ فاتحہ کے بعد جو سورت ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اس کو پڑھنا چاہا لیکن وہ بالکل یاد نہ آئی اور سوائے بسم اللہ کے کچھ نہ پڑھ سکے۔ صبح کو دوسرے اصحاب سے اس کا ذکر کیا تو ان حضرات نے فرمایا: ہمارا بھی یہی حال ہے، وہ سورت ہمیں بھی یاد تھی اور اب ہمارے حافظہ میں بھی نہ رہی۔ سب نے بارگاہِ رسالت میں واقعہ عرض کیا تو حضور پر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: آج رات وہ سورت اٹھا لی گئی۔ اس کے حکم و تلاوت دونوں منسوخ ہوئے جن کاغذوں پر وہ لکھی گئی تھی ان پر نقش تک باقی نہ رہے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی تالیف القرآن۔۔۔ الخ، ۷/۱۵۷، ملخصاً)

اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْــٴَـلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُؕ-وَ مَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ(108)

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اپنے رسول سے ویسے ہی سوال کرو جیسے اس سے پہلے موسیٰ سے کئے گئے اور جو ایمان کے بدلے کفر اختیار کرے تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

صحیح مقصد کے بغیر سوال کرنا منع ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی صحیح مقصد کے بغیر سوال کرنا ممنوع ہے نیز فضول سوال کرنا بھی ممنوع ہے۔ لہٰذا عوام الناس کو چاہئے کہ اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ علماء اور مفتیانِ کرام سے وہی سوال کئے جائیں جن کی حاجت ہو، زمین پر بیٹھ کر خواہ مخواہ چاند پر رہائش کے سوال نہ کئے جائیں۔ بعض لوگ علماء کو پریشان کرنے یا ان کا امتحان لینے یا ان کی لاعلمی ظاہر کرنے کیلئے سوال کرتے ہیں ، یہ سب ناجائز ہے۔ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکار دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”میں تمہیں جس کام سے منع کروں اس سے رک جاؤ اور جس کام کا حکم دوں اسے اپنی طاقت کے مطابق کرو، تم سے پہلے لوگوں کو محض ان کے سوالات کی کثرت اور اپنے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اختلاف کرنے نے ہلاک کیا۔

(مسلم، کتاب الفضائل، باب توقیرہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ الخ، ص ۱۲۸۲، الحدیث: ۱۳۰(۱۳۳۷))

من پسند حکم کا مطالبہ کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسئلہ معلوم کرکے عمل کرنے کی بجائے خواہ مخواہ بال کی کھال اتارتے رہنا اور اپنے من پسند حکم کا مطالبہ کرنا یہودیوں اور مشرکوں کا طریقہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں بھی لوگوں کی ایک تعداد ایسی ہے جن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ معاملات یا عبادات میں جو صورت انہیں درپیش ہے اس میں فتویٰ ان کی مرضی اور پسند کے عین مطابق ملے اور اگر انہیں کہیں سے کوئی ایک ایسی

دلیل مل جاتی ہے جو ان کے مقصد و مفاد کو پورا کر رہی ہوتی ہے تو وہ اسی پر اڑ جاتے ہیں اگرچہ اس کے خلاف ہزار دلائل موجود ہوں لیکن وہ چونکہ ان کی مراد کے خلاف ہوتے ہیں اس لئے انہیں قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتے اور ان کے بارے میں طرح طرح کی الٹی سیدھی تاویلیں پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ-حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ- فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ-اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ(109)

ترجمہ کنزالعرفان: اہل کتاب میں سے بہت سے لوگوں نے اس کے بعد کہ ان پر حق خوب ظاہر ہوچکا ہے اپنے دلی حسد کی وجہ سے یہ چاہا کہ کاش وہ تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں۔ تو تم (انہیں) چھوڑ دو اور (ان سے) درگزر کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حسد کب حرام اور کب جائز ہے:

یاد رہے کہ حسد حرام ہے البتہ اگر کوئی شخص اپنے مال و دولت یا اثر و وجاہت سے

گمراہی اور بے دینی پھیلاتا ہو تو اس کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لیے اس کی نعمت کے زوال کی تمنا حسد میں داخل نہیں اور حرام بھی نہیں۔

(خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۰۹، ۱/۸۰-۷۹)

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِیْ خَرَابِهَاؕ-اُولٰٓىٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآىٕفِیْنَ۬ؕ-لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ(114)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں کو اس بات سے روکے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے۔ انہیں مسجدوں میں داخل ہونا مناسب نہ تھا مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

کہیں ہم ذکرِ الٰہی سے منع تو نہیں کر رہے؟

ذکر میں نماز، خطبہ، تسبیح، وعظ، نعت شریف اور صالحین کے حالات کا بیان سب داخل ہیں۔ ذکر اللہ کو منع کرنا ہر جگہ ہی برا ہے لیکن مسجدوں میں خصوصاً زیادہ برا ہے کہ وہ تو اسی کام کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ مسجد کو کسی بھی طرح ویران کرنے والا ظالم ہے۔ بلاوجہ لوگوں کو مسجد میں آنے یا مسجد کی تعمیر سے روکنے والا، مسجد یا اس کے کسی حصے

پر قبضہ کرنے والا، مسجد کو ذاتی استعمال میں لے لینے والا، مسجد کے کسی حصے کو مسجد سے خارج کرنے والا یہ سب لوگ اس آیت کی وعید میں داخل ہیں۔ تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ شریف کے کتاب الوقف کا مطالعہ کریں۔ البتہ یہ یاد رہے کہ جنبی (یعنی جس پر غسل فرض ہو)، منہ کی بدبو والے، لہسن پیاز وغیرہ بدبودار چیزوں کی بو جس کے منہ سے آ رہی ہو اسے روکنا اس میں داخل نہیں کہ یہ حقیقت میں مسجد سے تکلیف دہ یا نامناسب چیزوں کو دور کرنے کے حکم میں آتا ہے۔

مسجد کے نزدیک دوسری مسجد بنانا کب حرام ہے:

یہ بھی یاد رہے کہ مسجد کے نزدیک دوسری مسجد اس نیت سے بنانا کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے حرام ہے کہ یہ بھی مسجد کی ویرانی میں کوشش کرنا ہے البتہ اگر کوئی مسجد بنائے تو اس کی نیت پر ہم حکم نہیں لگا سکتے ہیں کہ اس نے بری نیت سے ہی مسجد بنائی ہے۔

وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا یُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِیْنَاۤ اٰیَةٌؕ-كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْؕ-تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْؕ-قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ(118)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جاہلوں نے کہا: اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آجاتی۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی ایسی

ہی بات کہی تھی تو اِن کے دل آپس میں ایک جیسے ہوگئے۔ بیشک ہم نے یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں کھول کر بیان کر دیں۔

کفار سے مشابہت منع ہے

یاد رہے کہ کفار سے معاشرت، لباس اور وضع قطع میں بھی مشابہت کرنا منع ہے کہ ظاہر باطن کی علامت ہوتا ہے اور ظاہر کا باطن پر اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا کفار کے طور طریقے سے بالکل دوری اختیار کی جائے تاکہ ان کا ظاہر مسلمان کے باطن کو متاثر نہ کرے۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖؕ-اُولٰٓىٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖؕ-وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ(121)

ترجمہ کنزالعرفان: وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے تو وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا تلاوت کرنے کا حق ہے یہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کا انکار کریں تو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

تلاوتِ قرآن کے ظاہری آداب:

قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کو درجِ ذیل 6 ظاہری چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

(1)...باوضو ہوکر، قبلہ رو ہوکر، مؤدب ہوکر اور عجز و انکساری کے ساتھ بیٹھے۔

(2)...آہستہ پڑھے اور اس کے معانی میں غور و فکر کرے، تلاوت قرآن کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لے۔

(3)...دورانِ تلاوت رونا بھی چاہیے اور اگر رونا نہ آئے رونے جیسی شکل بنالے۔

(4)...ہر آیت کی تلاوت کا حق بجالائے۔

(5)...اگر قراءت سے ریاکاری کا اندیشہ ہو یا کسی کی نماز میں خلل پڑتا ہو تو آہستہ آہستہ تلاوت کرے۔

(6)...جہاں تک ممکن ہو قرآنِ پاک کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھے۔

تلاوتِ قرآن کے باطنی آداب:

قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے والے کو درجِ ذیل 6 باطنی چیزوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

(1)...قرآنِ مجید کی عظمت دل میں بٹھائے۔

(2)...قرآنِ مجید پڑھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں بٹھائے اور خیال کرے کہ یہ کس عظیم ذات کا کلام ہے اور میں کس بھاری کام کے لئے بیٹھا ہوں۔

(3)...قرآنِ کریم کے تلاوت کرتے وقت دل کو حاضر رکھے، اِدھر اُدھر خیال نہ کرے، برے خیالات سے دل کو آلودہ نہ کرے اور جو بے خیالی میں پڑھ چکا اسے از سرِ نو توجہ سے پڑھے۔

(4)...ہر حکم کے معنی میں غور و فکر کرے، اگر سمجھ میں نہ آئے تو اسے بار بار پڑھے اور اگر کسی آیت کے پڑھنے سے لذت محسوس ہو تو اسے پھر پڑھے کہ یہ دوبارہ پڑھنا زیادہ تلاوت کرنے سے بہتر ہے۔

(5)...جس طرح آیات کا مضمون تبدیل ہوتا رہے اسی طرح مضمون کے مطابق دل کی کیفیت بھی بدلتی رہے اور قرآن کے رنگ میں رنگتی جائے۔

(6)...قرآن مجید کی تلاوت اس طرح کرے کہ گویا یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے سن رہا ہے اور خیال کرے کہ ابھی اس ذات کی جانب سے سن رہا ہوں۔

(کیمیاء سعادت، کتاب ارکانِ مسلمانی، اصل ہشتم قرآن خواندن، آدابِ تلاوت، ۲۴۷-۲۴۱، ملخصًا)

وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّؕ-قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًاؕ-قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْؕ-قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ(124)

ترجمہ کنزالعرفان: اور یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں کے ذریعے آزمایا تو اس نے انہیں پورا کردیا (اللہ نے) فرمایا: میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں ۔ (ابراہیم نے) عرض کی اور میری اولاد میں سے بھی۔ فرمایا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

کافر مسلمانوں کا پیشوا نہیں ہوسکتا:

اس سے معلوم ہوا کہ کافر مسلمانوں کا پیشوا نہیں ہوسکتا اور مسلمانوں کو اس کی

اتباع جائز نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کے لئے دعاء خیر کرنا سنتِ انبیاء ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے تو اولاد کیلئے بھی اس کی خواہش کرنی چاہی

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًاؕ-وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّىؕ-وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ(125)

ترجمہ کنزالعرفان: اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا اور (اے مسلمانو!) تم ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل کو تاکید فرمائی کہ میرا گھر طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے خوب پاک صاف رکھو۔

مقامِ ابراہیم کو نماز کا مقام بنانا مستحب ہے:

مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا، اسے نماز کا مقام بنانا مستحب ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کے بعد پڑھی جانے والی دو واجب رکعتیں مراد

ہیں۔ (بیضاوی، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۲۵، ۱/۳۹۹-۳۹۸)

تبرکات کی تعظیم کا ثبوت:

اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر کو نبی کی قدم بوسی حاصل ہو جائے وہ عظمت والا ہو جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تعظیم توحید کے منافی نہیں کیونکہ مقام ابراہیم کا احترام توعین نماز میں ہوتا ہے، لہٰذا عین نماز میں حضور پر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم نماز کو ناقص نہ کرے گی بلکہ کامل بنائے گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب پتھر نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے قدم لگنے سے عظمت والا ہو گیا تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات، اہلِ بیت اور صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی عظمت کا کیا کہنا۔ اس سے تبرکات کی تعظیم کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ بزرگانِ دین کے آثار و تبرکات کی تعظیم اور ان کی زیارت کے سلسلے میں تفصیل جاننے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 21ویں جلد میں موجود رسالہ ''بَدْرُ الْاَنْوَارْ فِیْ آدَابِ الآثَارْ (تبرکات کے بارے میں مفید رسالہ)'' کا مطالعہ فرمائیں۔

مسجد کو پاک صاف رکھنا سنت انبیاء ہے:

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بیتُ اللہ شریف کو پاک و صاف رکھنے کا حکم دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ اور مسجدِ حرام شریف کو حاجیوں، عمرہ کرنے والوں، طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور

نمازیوں کیلئے پاک وصاف رکھا جائے، یہی حکم مسجدوں کو پاک وصاف رکھنے کا ہے، وہاں گندگی اور بدبودار چیز نہ لائی جائے، یہ سنتِ انبیاء ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف عبادت ہے اور گزشتہ امتوں میں رائج تھا نیز پچھلی امتوں کی نمازوں میں رکوع سجود دونوں تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں کا متولی ہونا چاہیے اور متولی صالح انسان اور مسجد کی صحیح خدمت کرنے والا ہو۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ-قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِؕ-وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ(126)

ترجمہ کنزالعرفان: اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی: اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا دے اور اس میں رہنے والے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں انہیں مختلف پھلوں کا رزق عطا فرما۔ (اللہ نے) فرمایا: اور جو کافر ہو تو میں اسے بھی تھوڑی سی مدت کے لئے نفع اٹھانے دوں گا پھر اسے دوزخ کے عذاب کی طرف مجبور کردوں گا اور وہ پلٹنے کی بہت بری جگہ ہے۔

نیکی کرنے کے بعد دعا ضرور کرنی چاہیے:

حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے تعمیرِ کعبہ کے بعد متعدّد دعائیں مانگیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کر کے قبولیت کی دعا کرنا سنّتِ خلیل ہے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اولاد کیلئے امامت مانگی تھی تو فرمایا گیا کہ ظالموں کو نہیں ملے گی اس لیے حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بعد میں جب یہ دعا کی تو اس میں مومنین کو خاص فرمایا کہ مومنوں کو رزق دے اور یہی ادب کا تقاضا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا، دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ رزق سب کو دیا جائے گا مومن کو بھی اور کافر کو بھی لیکن کافر کا رزق تھوڑا ہے یعنی صرف دنیوی زندگی میں اسے ملے گا۔ حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے خانہ کعبہ کیلئے رزق کی فراوانی کی دعا مانگی تھی، اُس دعا کی قبولیت ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ دنیا بھر کے پھل اور کھانے یہاں بکثرت ملتے ہیں۔

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُؕ-رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاؕ- اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ(127)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ابراہیم اور اسماعیل اس گھر کی بنیادیں بلند کر رہے تھے (یہ دعا کرتے ہوئے) اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، بیشک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

مسجد تعمیر کرنا اعلیٰ عبادت ہے:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کی تعمیر نہایت اعلیٰ عبادت اور انبیاء کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے مسجدِ نبوی شریف کی تعمیر میں بذاتِ خود حصہ لیا تھا۔

(بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ، ۲/۵۹۵، الحدیث: ۳۹۰۶)

رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۪-وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَیْنَاۚ-اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ(128)

ترجمہ کنزالعرفان: اے ہمارے رب: اور ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار رکھ اور ہماری اولاد میں سے ایک ایسی امت بنا جو تیری فرمانبردار ہو اور ہمیں ہماری عبادت کے طریقے دکھا دے اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بیشک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

خانہ کعبہ کے قرب میں دعا کرنا سنتِ ابراہیمی ہے:

سبحان اللہ، وہ حضرات اللہ تعالیٰ کے مطیع و مخلص بندے تھے پھر بھی یہ دعا اس لیے مانگ رہے ہیں کہ مزید اطاعت و عبادت و اخلاص اور کمال نصیب ہو۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل عَلَیۡہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام معصوم ہیں، آپ کی طرف سے توبہ تواضع یعنی عاجزی ہے اور اللہ والوں کے لیے تعلیم ہے۔ خانہ کعبہ اور اس کا قرب قبولیت کا مقام ہے، یہاں دعا اور توبہ کرنا سنتِ ابراہیمی ہے۔

عبادت کرنے کے طریقے سیکھنا سنتِ ابراہیمی ہے:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت کے طریقے سیکھنا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔اس کیلئے دعا بھی کرنی چاہیے اور کوشش بھی۔ بغیر طریقہ سیکھے عبادت کرنا اکثر عبادت کو ضائع کرتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "ہر مسلمان پر علم سیکھنا فرض ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب السنّۃ، باب فضل العلماء۔۔۔ الخ، ۱/۱۴۶، الحدیث: ۲۲۴)

فرض عبادت کا طریقہ و مسائل سیکھنا بھی اسی میں داخل ہے۔

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْؕ-اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ(129)

ترجمہ کنزالعرفان: اے ہمارے رب! اور ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیج جو اِن پر تیری آیتوں کی تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب پاکیزہ فرمادے۔ بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

آیت مذکورہ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس آیت سے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی بھی شان معلوم ہوئی کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جن کو کتاب و حکمت سکھائی اور جنہیں پاک و صاف کیا ان کے

اولین مصداق صحابہ ہی تو تھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ پورا قرآن آسان نہیں ورنہ اس کی تعلیم کے لئے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہ بھیجے جاتے۔ جو کہے کہ قرآن سمجھنا بہت آسان ہے اسے کسی بڑے عالم کے پاس لے جائیں، پندرہ منٹ میں حال ظاہر ہو جائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے۔ ''اَلْحِکْمَۃ'' کا ایک معنیٰ سنت بھی کیا گیا ہے جیسا کہ مشہور مفسر حضرت قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ حکمت سنت ہی ہے۔ (خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۲۹، ۱/۹۲)

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْۙ-قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ(131)وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُؕ-یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (132)

ترجمہ کنزالعرفان: یاد کرو جب اس کے رب نے اسے فرمایا: فرمانبرداری کر، تو اس نے عرض کی: میں نے فرمانبرداری کی اس کی جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اور ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو اسی دین کی وصیت کی کہ اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا ہے تو تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

اولاد کو صحیح عقائد اور نیک اعمال کی وصیت کرنی چاہئے:

اس سے معلوم ہوا کہ والدین کو صرف مال کے متعلق ہی وصیت نہیں کرنی چاہیے

بلکہ اولاد کو عقائدِ صحیحہ، اعمالِ صالحہ، دین کی عظمت، دین پر استقامت، نیکیوں پر مداومت اور گناہوں سے دور رہنے کی وصیت بھی کرنی چاہیے۔ اولاد کو دین سکھانا اور ان کی صحیح تربیت کرتے رہنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انہیں اچھے ادب سکھانے کی کوشش کرو۔

(ابن ماجہ، کتاب الادب، باب برالوالد والاحسان الی البنات، ۴/۱۹۰-۱۸۹، الحدیث:۳۶۷۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ایک شخص سے فرمایا: ”اپنے بچے کی اچھی تربیت کرو کیونکہ تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اس کی کیسی تربیت کی اور تم نے اسے کیا سکھایا۔

(شعب الایمان، الستون من شعب الایمان وھو باب فی حقوق الاولاد والاھلین، ۶/۴۰۰، الحدیث:۸۶۶۲)

حضرت ایوب بن موسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد سے اور وہ اپنے داد اسے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”کسی باپ نے اپنے بچے کو ایسا عطیہ نہیں دیا جو اچھے ادب سے بہتر ہو۔

(ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی ادب الولد، ۳/۳۸۳، الحدیث:۱۹۵۹)

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اچھے ادب سے مراد بچے کو دیندار، متقی، پرہیزگار بنانا ہے۔ اولاد کے لئے اس سے اچھا عطیہ کیا ہو سکتا ہے

کہ یہ چیز دین و دنیا میں کام آتی ہے۔ماں باپ کو چاہئے کہ اولاد کو صرف مالدار بنا کر دنیا سے نہ جائیں انہیں دیندار بنا کر جائیں جو خود انہیں بھی قبر میں کام آوے کہ زندہ اولاد کی نیکیوں کا ثواب مردہ کو قبر میں ملتا ہے۔

(مراٰۃ المناجیح، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، الفصل الثانی، ۶/ ۴۲۰، تحت الحدیث: ۴۷۵۶)

بوقت وفات اولاد کو صحیح عقائد اور نیک اعمال کی وصیت کرنی چاہیے:

نیز وفات کے وقت اپنی اولاد کو صحیح عقائد اور نیک اعمال کی وصیت کرنا ہمارے بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے، چنانچہ حضرت عطا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ”میں صحابیِ رسول حضرت ولید بن عبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ملا اور ان سے پوچھا کہ آپ کے والد نے وصال کے وقت کیا وصیت فرمائی؟ حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

”(میرے والد نے) مجھے بلا کر فرمایا: ”اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ڈر اور یہ بات جان لے کہ تو اللہ تعالیٰ سے اس وقت تک ڈرنے والا نہیں بنے گا جب تک اللہ تعالیٰ پر اور ہر خیر و شر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہونے پر ایمان نہ لائے گا اگر تو اس کے خلاف پر مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا۔میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر فرمایا: ”لکھ۔قلم نے عرض کی: کیا لکھوں؟ ارشاد فرمایا: ”تقدیر کو لکھ جو ہو چکا اور جو ابد تک ہو گا۔

(ترمذی، کتاب القدر، ۱۷-باب، ۴/۶۲، الحدیث: ۲۱۶۲)

جب حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، زیادہ وقت اپنے گھر میں رہو، اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔

(شعب الایمان، الحادی عشر من شعب الایمان وھو باب فی الخوف من اللہ تعالی، ۱/۵۰۳، الحدیث: ۸۴۴)

حضرت علقمہ عطاردی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ''اے بیٹے! جب تمہیں لوگوں کی مجلس اختیار کرنا پڑے تو ایسے آدمی کی صحبت اختیار کر کہ جب تو اس کی خدمت کرے تو وہ تیری حفاظت کرے، اگر تو اس کی مجلس اختیار کرے تو وہ تجھے زینت دے، اگر تجھے کوئی مشقت پیش آئے تو وہ برداشت کرے، اس آدمی کی صحبت اختیار کر کہ جب تو بھلائی کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلائے تو وہ بھی اسے پھیلائے، اگر وہ تم میں کوئی اچھائی دیکھے تو اسے شمار کرے اور اگر برائی دیکھے تو اسے روکے۔ اس آدمی سے دوستی اختیار کر کہ جب تو اس سے مانگے تو وہ تجھے دے اور اگر خاموش رہے تو خود بخود دے، اگر تجھے کوئی پریشانی لاحق ہو تو وہ غمخواری کرے۔ اُس آدمی کی صحبت اختیار کرو کہ جب تم بات کہو تو وہ

تمہاری بات کی تصدیق کرے، اگر تم کسی کام کا ارادہ کرو تو وہ اچھا مشورہ دے اور اگر تم دونوں میں اختلاف ہو جائے تو وہ تمہاری بات کو ترجیح دے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب الالفۃ والاخوۃ۔۔۔ الخ، ۲/۲۱۴)

وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْاؕ-قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًاؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ(135)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اہلِ کتاب نے کہا: یہودی یا نصرانی ہو جاؤ ہدایت پاجاؤ گے۔ تم فرماؤ: (ہرگز نہیں) بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین اختیار کرتے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

صرف بڑوں کی اولاد ہونا کافی نہیں:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو رب تعالیٰ نے وہ مقبولیت عامہ بخشی ہے کہ ہر دین والا ان کی نسبت پر فخر کرتا ہے۔ دوسرا یہ کہ صرف بڑوں کی اولاد ہونا کافی نہیں جب تک بڑوں کے سے کام نہ کرے۔

قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰى وَ عِیْسٰى وَ مَاۤ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْۚ-لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ﳲ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ(136)

ترجمہ کنزالعرفان۔ (اے مسلمانو!) تم کہو: ہم اللہ پر اور جو ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لائے اور اس پر جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف نازل کیا گیا اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو باقی انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے عطا کیا گیا۔ ہم ایمان لانے میں ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں۔

انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام سے متعلق چند اہم عقیدے:

(1)...تمام انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام اور تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے، جو کسی ایک نبی عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام یا ایک کتاب کا بھی انکار کرے وہ کافر ہے، البتہ انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی تعداد مقرر نہ کی جائے کیونکہ انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی تعداد کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں۔

(2)...انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے درجوں میں فرق ہے جیسا کہ تیسرے پارے کے شروع میں ہے مگر ان کی نبوت میں فرق نہیں۔

(3)...انبیاء کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام میں فرق کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ اس طرح ہے کہ بعض نبیوں کو مانیں اور بعض کا انکار کریں۔

(4)...یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے نبی نبوت میں یکساں ہیں، کوئی عارضی، ظلی یا بروزی

نبی نہیں جیسے قادیانی کہتے ہیں بلکہ سب اصلی نبی ہیں۔

سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَاؕ-قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُؕ-یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ(142)

ترجمہ کنزالعرفان: اب بیوقوف لوگ کہیں گے، اِن مسلمانوں کو اِن کے اُس قبلے سے کس نے پھیر دیا جس پر یہ پہلے تھے؟ تم فرمادو: مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے، وہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

غیب کی خبر:

اس آیتِ مبارکہ میں غیب کی خبر بھی ہے کہ پہلے سے فرمادیا گیا کہ بیوقوف و جاہل لوگ قبلہ کی تبدیلی پر اعتراض کریں گے، چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا کہ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔

دینی مسائل پر بے جا اعتراضات کرنے والے بیوقوف ہیں:

اس آیت میں بیت المقدس کے بعد خانہ کعبہ کو قبلہ بنائے جانے پر اعتراض کرنے والوں کو بیوقوف کہا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص دینی مسائل کی حکمتیں نہ سمجھ سکے اور ان پر بے جا اعتراض کرے وہ احمق اور بیوقوف ہے اگرچہ دنیوی کاموں میں

وہ کتنا ہی چالاک ہو۔ آج کل بھی ایسے بیوقوفوں کی کمی نہیں ہے چنانچہ موجودہ دور میں بھی مسلمان کہلا کر شراب، سود، پردے، حیا، اسلامی نظامِ وراثت اور حدودِ اسلام پر اعتراضات کرنے والے لوگ موجود ہیں اور ایسے افراد قرآن مجید کے حکم کے مطابق بیوقوف ہیں۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِۚ-فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا۪-فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِؕ-وَ حَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗؕ-وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْؕ-وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ(144)

ترجمہ کنزالعرفان: ہم تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ رہے ہیں تو ضرور ہم تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس میں تمہاری خوشی ہے تو ابھی اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر دو اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرلو اور بیشک وہ لوگ جنہیں کتاب عطا کی گئی ہے وہ ضرور جانتے ہیں کہ یہ تبدیلی ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے اعمال سے بے خبر نہیں۔

استقبالِ قبلہ سے متعلق چند ضروری مسائل:

اس آیت میں مسلمانوں کو قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا، اس لئے یہاں نماز

میں استقبالِ قبلہ سے متعلق چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

(1)...نماز میں کعبہ شریف کی طرف منہ کرنا شرط ہے۔

(2)...جو شخص عین کعبہ کی سمتِ خاص معلوم کر سکتا ہے، اگرچہ کعبہ آڑ میں ہو جیسے مکہ معظمہ کے مکانوں میں جب کہ مثلاً چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں تو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے، جہت (کی طرف منہ کرنا) کافی نہیں اور جو شخص عین کعبہ کی سمتِ خاص معلوم نہیں کر سکتا اگرچہ وہ خاص مکہ معظمہ میں ہو اس کے لئے کعبہ کی جہت کی طرف منہ کرنا کافی ہے۔

(3)...کعبہ کی جہت کی طرف منہ ہونے کا معنی یہ ہے کہ منہ کی سطح کا کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو۔

(4)...اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو، نہ کوئی ایسا مسلمان ہو جو بتا دے، نہ وہاں مسجدیں محرابیں ہیں، نہ چاند، سورج، ستارے نکلے ہوں یا نکلے تو ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے قبلہ کی سمت معلوم کر سکے، تو ایسے کے لئے حکم ہے کہ وہ سوچے اور جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے ادھر ہی منہ کرے، اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔

(بہار شریعت، نماز کی شرطوں کا بیان، ۱/۴۸۹-۴۸۷)

وَ لَىٕنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَۚ
وَ مَاۤ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْۚ-وَ مَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍؕ

وَ لَىٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِۙ-اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ (145)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے آؤ تو بھی وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں ہیں اور (اے سننے والے!) اگر تیرے پاس علم آجانے کے بعد تو ان کی خواہشوں پر چلا تو اس وقت تو ضرور زیادتی کرنے والا ہوگا۔

عالم کا گناہ زیادہ خطرناک ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ یہاں بطورِ خاص علم کے بعد نافرمانی پر وعید بیان کی گئی ہے۔ حضرت زیاد بن حُدَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”کیا جانتے ہو کہ اسلام کو کیا چیز ڈھاتی (یعنی اسلام کی عزت لوگوں کے دل سے دور کرتی) ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ”اسلام کو عالم کی لغزش، منافق کا قرآن میں جھگڑنا اور گمراہ کن سرداروں کی حکومت تباہ کرے گی۔ (دارمی، باب فی کراہیۃ اخذ الرأی، ۱/۸۲، الحدیث: ۲۱۴)

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے

ہیں: ”جب علماء آرام طلبی کی بنا پر کوتاہیاں شروع کر دیں، مسائل کی تحقیق میں کوشش نہ کریں اور غلط مسئلے بیان کریں، بے دین علماء کی شکل میں نمودار ہو جائیں، بدعتوں کو سنتیں قرار دیں، قرآن کریم کو اپنی رائے کے مطابق بنائیں اور گمراہ لوگوں کے حاکم بنیں اور لوگوں کو اپنی اطاعت پر مجبور کریں تب اسلام کی ہیبت دلوں سے نکل جائے گی جیساکہ آج ہو رہا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ عالم کی لغزش سے مراد ان کا فسق و فجور میں مبتلا ہو جانا ہے۔

عالم کا جاہلوں کی خوشامد کرنا تباہی کا باعث ہے؟

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم کا جاہلوں کی خوشامد کرنا اور ان کا تابع بن جانا تباہی کا باعث ہے۔ علماء کو امراء سے دور ہی رہنا چاہیے تاکہ ان کی خوشامد نہ کرنی پڑے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے، رسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ”میری امت کے کچھ لوگ دین سیکھیں گے اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم امیروں کے پاس جائیں گے اور ان کی دنیا لے آئیں گے البتہ اپنا دین بچالیں گے لیکن ایسا نہ ہو سکے گا جیسے ببول کے درخت سے کانٹے ہی چنے جاتے ہیں ایسے ہی امیروں کے قرب سے نقصان ہی ہو گا۔

(ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ، ۱/۱۶۶، الحدیث: ۲۵۵)

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْؕ-وَ اِنَّ فَرِیْقًا

مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ(146)

ترجمہ کنزالعرفان: وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بیشک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں۔

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صرف پہچان ایمان نہیں:

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صرف پہچان ایمان نہیں بلکہ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ماننا ایمان ہے۔ جیسے یہودی پہچانتے تو تھے لیکن مانتے نہ تھے اس لئے کافر ہی رہے

حق کو چھپانا بھی گناہ ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ حق کو چھپانا معصیت و گناہ ہے اور حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظمت و شان کو چھپانا یہودیوں کا طریقہ ہے۔ جیسا کہ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ سے واضح ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِؕ-اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ(153)

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد مانگو، بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

غیر خدا سے مدد طلب کرنے کا شرعی حکم:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر خدا سے مدد طلب کرنا شرک نہیں ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”خدارا انصاف! اگر آیۂ کریمہ ”اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ“ میں مطلق استعانت کا ذاتِ الٰہی جَلَّ وَعَلا میں حصر مقصود ہو تو کیا صرف انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہی سے استعانت شرک ہوگی، کیا یہی غیر خدا ہیں، اور سب اشخاص واشیاء وہابیہ کے نزدیک خدا ہیں یا آیت میں خاص انہیں کا نام لے دیا ہے کہ ان سے شرک اوروں سے روا ہے۔ نہیں نہیں، جب مطلقاً ذاتِ اَحدِیَّت سے تخصیص اور غیر سے شرک ماننے کی ٹھہری تو کیسی ہی استعانت کسی غیر خدا سے کی جائے ہمیشہ ہر طرح شرک ہی ہوگی کہ انسان ہوں یا جمادات، اَحیاء ہوں یا اموات، ذوات ہوں یا صفات، افعال ہوں یا حالات، غیر خدا ہونے میں سب داخل ہیں، اب کیا جواب ہے آیۂ کریمہ کا کہ رب جَلَّ وَعَلا فرماتا ہے:

”وَ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ“(البقرۃ: ۴۵)

استعانت کرو صبر و نماز سے۔

کیا صبر خدا ہے جس سے استعانت کا حکم ہوا ہے؟ کیا نماز خدا ہے جس سے استعانت کو ارشاد کیا ہے۔ دوسری آیت میں فرماتا ہے:

”وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى“(مائدہ: ۲)

آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو بھلائی اور پرہیزگاری پر۔

کیوں صاحب! اگر غیر خدا سے مدد لینی مطلقاً محال ہے تو اس حکم الٰہی کا حاصل کیا، اور اگر ممکن ہو تو جس سے مدد مل سکتی ہے اس سے مدد مانگنے میں کیا زہر گھل گیا۔ حدیثوں کی تو گنتی ہی نہیں بکثرت احادیث میں صاف صاف حکم ہے کہ (۱) صبح کی عبادت سے استعانت کرو۔ (۲) شام کی عبادت سے استعانت کرو۔ (۳) کچھ رات رہے کی عبادت سے استعانت کرو۔ (۴) علم کے لکھنے سے استعانت کرو۔ (۵) سحری کے کھانے سے استعانت کرو۔ (٦) دوپہر کے سونے سے استعانت و صدقہ سے استعانت کرو۔ (۷) حاجت روائیوں میں حاجتیں چھپانے سے استعانت کرو۔

(فتاوی رضویہ، ۲۱/۳۰٦-۳۰۵)

مزید تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ کی 21ویں جلد میں موجود رسالہ ''بَرَکَاتُ الْاِمْدَادْ لِاَہْلِ الْاِسْتِمْدَادْ'' کا مطالعہ فرمائیں۔

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌؕ-بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰـكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ(154)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔

شہداء کو مردہ کہنا منع ہے:

اس آیت میں شہداء کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے، نہ زبان سے انہیں مردہ کہنے کی اجازت ہے اور نہ دل میں انہیں مردہ سمجھنے کی اجازت ہے، جیسا کہ ایک اور مقام پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ-بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ (ال عمران:۱۶۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىٕرِ اللّٰهِۚ-فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَاؕ-وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًاۙ-فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ(158)

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے چکر لگائے اور جو کوئی اپنی طرف سے بھلائی کرے تو بیشک اللہ نیکی کا بدلہ دینے والا، خبردار ہے۔

حج میں سعی واجب ہے:

یہاں ایک مسئلہ ذہن نشین رکھیں کہ حج میں سعی (یعنی صفا و مروہ کے سات چکر

واجب ہے۔ اس کے ترک کرنے سے دم دینا یعنی قربانی واجب ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں تفصیلی احکام کیلئے بہارِ شریعت حصہ 6 کا مطالعہ فرمائیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِۙ-اُولٰٓىٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ(159)اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا فَاُولٰٓىٕكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْۚ-وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ(160)

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک وہ لوگ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں حالانکہ ہم نے اسے لوگوں کے لئے کتاب میں واضح فرمادیا ہے تو ان پر اللہ لعنت فرماتا ہے اور لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو توبہ کریں اور اصلاح کرلیں اور (چھپی ہوئی باتوں کو) ظاہر کردیں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا اور میں ہی بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہوں۔

دینی مسئلہ چھپانا یا غلط بتانا گناہ ہے:

دینی مسائل کو چھپانا گناہ ہے خواہ اس طرح کہ ضرورت کے وقت بتائے نہ جائیں یا اس طرح کہ غلط بتائے جائیں بلکہ غلط بتانے پر تو بہت سخت وعیدیں ہیں چنانچہ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے

ارشاد فرمایا: ”جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا ہے لیکن وہ اسے چھپاتا ہے تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام دی جائے گی۔“

(ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی کتمان العلم، ۲۹۵/۴، الحدیث: ۲۶۵۸)

حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو علم کے بغیر فتویٰ دے اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ (ابن عساکر، محمد بن اسحاق بن ابراہیم۔۔۔ الخ، ۲۰/۵۲)

آرٹیکل یا کالم لکھنے والے تختہ مشق نہ بنائیں:

غلط مسائل بیان کرنے والوں، بغیر پڑھے عالم و مفتی و محدث و مفسر کہلانے والوں اور قرآن و حدیث کی غلط تشریحات و توضیحات کرنے والوں کی آج کل کمی نہیں اور یہ سب مذکورہ آیت و احادیث کی وعید میں داخل ہیں۔ اسی وعید میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو ہیں تو محض کوئی آرٹیکل یا کالم لکھنے والے لیکن دین کو بھی اپنے قلم سے تختہ مشق بناتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ(161)

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر اللہ اور فرشتوں اور انسانوں کی، سب کی لعنت ہے۔

لعنت کرنے سے متعلق شرعی مسائل:

یہاں آیت میں کافروں پر لعنت کی گئی ہے۔ یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہیے کہ جس شخص کے کفر پر مرنے کا یقین نہ ہو اس پر لعنت نہ کی جائے نیز فاسق کا نام لے کر لعنت جائز نہیں جیسے کہا جائے "فلاں شخص پر لعنت ہو" البتہ وصف کے ساتھ لعنت کر سکتے ہیں جیسے احادیث میں جھوٹوں، سود خوروں، چوروں اور شرابیوں وغیرہ پر لعنت کی گئی ہے۔ نیز وصف کے اعتبار سے لعنت قرآن پاک میں بھی کی گئی ہے جیسے جھوٹوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ

"لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ"(اٰل عمران:۶۱)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِـعُ مَاۤ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَاؕ-اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ(170)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان سے کہا جائے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں: بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ وہ ہدایت یافتہ ہوں؟

شریعت کے مقابلے میں باپ دادا کی پیروی کرنا کیسا؟

شریعت کے مقابلہ میں گمراہ باپ دادا کی پیروی کرنا حرام ہے۔ یونہی گناہ کے کاموں میں باپ دادا کی پیروی ناجائز ہے کہ بحکمِ حدیث اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام میں کسی کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ۔۔۔ الخ، ص ۱۰۲۴، الحدیث: ۳۹(۱۸۴۰))

ہمارے ہاں شادی مرگ اور دیگر کئی مواقع پر شریعت پر چلنے کا کہا جائے تو لوگ آگے سے یہی باپ دادا، خاندان اور برادری کے رسم و رواج کا عذر پیش کرتے ہیں یہ بھی سراسر غلط و باطل ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ بروں کی پیروی بری ہے اور اچھوں کی پیروی اچھی جیسے ہم بزرگانِ دین، صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین، اولیاء و صالحین کی پیروی کرتے ہیں تو یہ بہت اچھی ہے کہ اس کا حکم خود قرآن نے دیا ہے چنانچہ فرمایا:

وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ:۱۱۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ۔

ہر نماز میں بزرگوں کی پیروی کی دعا مانگنے کا فرمایا چنانچہ فرمایا:

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ (الفاتحہ: ۷)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اچھوں کی پیروی کرنے اور بروں کی پیروی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِۚ-فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِؕ-اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(173)

ترجمہ کنزالعرفان: اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور سُور کا گوشت اور وہ جانور حرام کئے ہیں جس کے ذبح کے وقت غیرُ اللہ کا نام بلند کیا گیا تو جو مجبور ہو جائے حالانکہ وہ نہ خواہش رکھنے والا ہو اور نہ ضرورت سے آگے بڑھنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چار چیزوں کی تفصیل:

یہاں آیت میں چار چیزوں کا بیان ہے: (۱) مردار، (۲) خون، (۳) خنزیر کا گوشت، (۴) غیرُ اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

(1)...مردار: جو حلال جانور بغیر ذبح کئے مر جائے یا اس کو شرعی طریقے کے خلاف مارا گیا ہو مثلاً مسلمان اور کتابی کے علاوہ کسی نے ذبح کیا ہو یا جان بوجھ کر تکبیر پڑھے بغیر ذبح کیا گیا ہو یا گلا گھونٹ کر یا لاٹھی پتھر، ڈھیلے، غلیل کی گولی سے مار کر ہلاک کیا گیا ہو یا وہ بلندی سے گر کر مر گیا ہو یا کسی جانور نے اسے سینگ مار کر مار دیا ہو یا کسی درندے نے ہلاک کیا ہو اسے مردار کہتے ہیں اور اس کا کھانا حرام ہے البتہ مردار کا دباغت کیا ہوا چمڑا کام میں لانا اور اس کے بال سینگ ہڈی، پٹھے سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

(تفسیرات احمدیہ، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۷۳، ص ۴۴)

زندہ جانور کا وہ عضو جو کاٹ لیا گیا ہو وہ بھی مردار ہی ہے۔

(2)... خون: خون ہر جانور کا حرام ہے جبکہ بہنے والا خون ہو۔ سورہ اَنعام آیت 145 میں فرمایا: ''اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا'' ''یا بہنے والا خون'' ذبح کے بعد جو خون گوشت اور رگوں میں باقی رہ جاتا ہے وہ ناپاک نہیں۔

(3)... خنزیر: خنزیر (یعنی سور) نَجس العین ہے اس کا گوشت پوست بال ناخن وغیرہ تمام اجزاء نجس و حرام ہیں، کسی کو کام میں لانا جائز نہیں چونکہ آیت میں اُوپر سے کھانے کا بیان ہو رہا ہے اس لیے یہاں صرف گوشت کا ذکر ہوا۔

(4)... غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ: اس کا معنی یہ ہے کہ جانور ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا جائے اور جس جانور کو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ حرام و مردار ہے البتہ اگر ذبح فقط اللہ تعالیٰ کے نام پر کیا اور اس سے پہلے یا بعد میں غیر کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا دنبہ یا جس کی طرف سے وہ ذبیحہ ہے اسی کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ اپنے ماں باپ کی طرف سے ذبح کر رہا ہوں یا جن اولیاء کے لیے ایصال ثواب مقصود ہے ان کا نام لیا تو یہ جائز ہے، اس میں کچھ حرج نہیں اور اس فعل کو حرام کہنا اور ایسے جانور کو مردار کہنا سراسر جہالت ہے کیونکہ ذبح سے پہلے یا ذبح کے بعد غیر کی طرف منسوب کرنا ایسا فعل نہیں جو کہ حرام ہو جیسے ہم اپنی عام گفتگو میں بہت سی

عبادات کو غیر کی طرف منسوب کرتے ہیں، مثلاً یوں کہتے ہیں کہ ظہر کی نماز، جنازہ کی نماز، مسافر کی نماز، امام کی نماز، مقتدی کی نماز، بیمار کی نماز، پیر کا روزہ، اونٹوں کی زکوٰۃ اور کعبہ کا حج وغیرہ، جب یہ نسبتیں حرام نہیں اور ان نسبتوں کی وجہ سے نماز، زکوٰۃ اور حج وغیرہ میں کفر و شرک اور حرمت تو در کنار نام کو بھی کراہت نہیں آتی تو کسی ولی یا بزرگ یا کسی اور کی طرف منسوب کرکے فلاں کی بکری کہنا کیسے حرام ہو گیا اور اس سے یہ خدا کے حلال کئے ہوئے جانور کیوں جیتے جی مردار اور سور ہو گئے کہ اب کسی صورت حلال نہیں ہو سکتے۔ جو لوگ انہیں مردار کہتے ہیں وہ شریعت مطہرہ پر سخت جرأت کرتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر جانور ذبح نہیں کرتا اور کسی مسلمان کے بارے میں شرعی ثبوت کے بغیر یہ کہنا کہ اس نے غیرُ اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کیا تو یہ بدگمانی ہے اور کسی مسلمان پر بدگمانی کرنا حرام ہے اور حتی الامکان اس کے قول اور فعل کو صحیح وجہ پر محمول کرنا واجب ہے اور ذبح کے معاملے میں دل کے ارادے پر اس وقت تک کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا جب تک قائل اپنے ارادے کی تصریح نہ کر دے اور اگر بالفرض بعض ناسمجھ احمقوں پر شرعی ثبوت کے ساتھ ثابت ہو بھی جائے کہ انہوں نے غیرُ اللہ کا نام لے کر ذبح کیا اور اس ذبح سے معاذ اللہ ان کا مقصود غیر خدا کی عبادت ہے تو کفر کا حکم صرف انہیں پر ہو گا، اُن کی وجہ سے عام حکم لگا دینا اور باقی لوگوں کی بھی یہی نیت سمجھ لینا باطل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ

مسلمان اپنے ربّ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کر رہا ہے تو اس پر بدگمانی حرام و ناروا ہے اور خود سے بنائے ہوئے ذہنی تَصوُّرات پر کسی مسلمان کو معاذ اللہ کفر کا مُرتکب سمجھنا اللہ تعالیٰ کے حلال کئے ہوئے کو حرام کہہ دینا ہے اور تکبیر کے وقت جو اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا اسے باطل و بے اثر ٹھہرانا ہرگز صحیح ہونے کی کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ (انعام: ۱۱۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تمہیں کیا ہے کہ تم اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔

امام فخرالدین رازی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”ہمیں شریعت مطہرہ نے ظاہر پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے باطن کی تکلیف نہ دی تو جب اس نے اللہ تعالیٰ کا نام پاک لے کر ذبح کیا تو جانور کا حلال ہونا واجب ہے کہ دل کا ارادہ جان لینے کی طرف ہمیں کوئی راہ نہیں۔ (تفسیر کبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۷۳، ۲/۲۰۱)

اس مسئلے کے بارے میں مزید تفصیل اور دلائل جاننے کیلئے فتاویٰ رضویہ کی 20ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا رسالہ ”سُبُلُ الْاَصْفِیَاء فِیْ حُکْمِ ذَبَائِحِ لِلْاَوْلِیَاء“ مطالعہ فرمائیں۔

کب حرام کھانے کی اجازت ہے؟

مُضطَر یعنی مجبور جسے حرام چیزیں کھانا حلال ہے وہ ہے جو حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہو اور اس کو نہ کھانے سے جان چلی جانے کا خوف ہو اور کوئی حلال چیز موجود نہ ہو خواہ بھوک یا غربت کی وجہ سے یہ حالت ہو یا کوئی شخص حرام کے کھانے پر مجبور کرتا ہو اور نہ کھانے کی صورت میں جان کا اندیشہ ہو ایسی حالت میں جان بچانے کے لیے حرام چیز کا قدرِ ضرورت یعنی اتنا کھالینا جائز ہے کہ ہلاکت کا خوف نہ رہے بلکہ اتنا کھانا فرض ہے۔ (خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۷۳، ۱/۱۱۳)

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاۙ-اُولٰٓىٕكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْۚۖ-وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(174)

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک وہ لوگ جو اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کو چھپاتے ہیں اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کے دن ان سے نہ کلام فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

قرآن پڑھ کر توحیدِ الٰہی کی غلط تشریح کرنا حرام ہے:

یاد رہے کہ چھپانا یہ بھی ہے کہ کتاب کے مضمون پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے، نہ وہ کسی کو پڑھ کر سنایا جائے اور نہ دکھایا جائے اور یہ بھی چھپانا ہے کہ غلط تاویلیں

کرکے معنی بدلنے کی کوشش کی جائے اور کتاب کے اصل معنی پر پردہ ڈالا جائے۔ یہودی ہر طرح کی تاویلیں کرتے تھے اور ابھی تک بہت سے لوگوں میں اس طرح کا طرزِ عمل جاری ہے قرآن پڑھ کر توحیدِ الٰہی کی غلط تشریح کرنا، عظمتِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آیات کو چھپانا، ان کے معانی بدلنا، پردے اور سود وغیرہ کے متعلق آیات کے معانی میں تحریف کرنا سب اسی فعلِ حرام میں داخل ہیں۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰـكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَۚ-وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِۙ-وَ السَّآىِٕلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِۚ-وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَۚ-وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْاۚ-وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِؕ-اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْاؕ-وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ(177)

ترجمہ کنزالعرفان: اصل نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرلو بلکہ اصلی نیک وہ ہے جو اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں عزیز مال رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں کو اور (غلام لونڈیوں کی) گردنیں آزاد

کرانے میں خرچ کرے اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور وہ لوگ جو عہد کرکے اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں اور مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت صبر کرنے والے ہیں یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

ایمان مفصل کا ثبوت:

یاد رہے کہ ایمان مفصل جو بچوں کو سکھایا جاتا ہے، اس کی اصل یہ آیت بھی ہے اور اس کے علاوہ دوسری آیات بھی ہیں

بھکاریوں کو مال دینے کا شرعی حکم:

یاد رہے کہ صرف اس سائل کو اپنا مال دے سکتے ہیں جسے سوال کرنا شرعی طور پر جائز ہو جیسے مسکین، جہاد اور علم دین حاصل کرنے میں مشغول افراد وغیرہ، اور جسے سوال کرنا جائز نہیں اس کے سوال پر اسے دینا بھی ناجائز ہے اور دینے والا گناہگار ہوگا، البتہ بعض لوگوں کو سوال کرنا جائز نہیں ہوتا لیکن ضرورت مند ہوتے ہیں انہیں بغیر مانگے دینا جائز ہے جیسے فقیر۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں "آج کل ایک عام بلا یہ پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کما کر اوروں کو کھلائیں، مگر انہوں نے اپنے وجود کو بیکار قرار دے رکھا ہے، کون محنت کرے مصیبت جھیلے، بے مشقت جو مل جائے تو تکلیف کیوں برداشت کرے۔ ناجائز طور پر سوال کرتے اور بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں کہ

مزدوری تو مزدوری، چھوٹی موٹی تجارت کو ننگ و عار خیال کرتے اور بھیک مانگنا کہ حقیقۃً ایسوں کے لیے بے عزتی و بے غیرتی ہے مایۂ عزت جانتے ہیں اور بہت ساروں نے تو بھیک مانگنا اپنا پیشہ ہی بنا رکھا ہے، گھر میں ہزاروں روپے ہیں، سود کا لین دین کرتے، زراعت وغیرہ کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے، اُن سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ ہمارا پیشہ ہے واہ صاحب واہ! کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں۔ حالانکہ ایسوں کو سوال حرام ہے اور جسے اُن کی حالت معلوم ہو، اُسے جائز نہیں کہ ان کو دے۔

(بہار شریعت، حصہ پنجم، سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں، ۱/۹۴۱-۹۴۰)

راہ خدا میں کیسا مال دینا چاہئے؟

اللہ تعالیٰ کی راہ میں رضائے الٰہی کی خاطر پیارا مال دینا چاہیے نیز زندگی و تندرستی میں دے جب خود اسے بھی مال کی ضرورت ہو کیونکہ اس وقت مال زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کا وصف بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا(۸)اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا(دہر:۸، ۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں خاص اللہ کی رضا کے لیے کھانا

کھلاتے ہیں، ہم تم سے کوئی بدلہ یا شکریہ نہیں چاہتے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ(ال عمران:۹۲)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم ہرگز بھلائی کو نہیں پاسکو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک آدمی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، کونسا صدقہ ثواب کے لحاظ سے بڑا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''جب کہ تم تندرستی کی حالت میں صدقہ دو اور تمہیں خود مال کی ضرورت ہو اور تنگدستی کا خوف بھی ہو اور مالداری کا اشتیاق بھی۔ یہ نہ ہو کہ جان گلے میں آ پھنسے اور کہے کہ اتنا فلاں کے لئے اور اتنا فلاں کے لئے حالانکہ اب تو وہ فلاں کا ہو چکا۔ (بخاری، کتاب الزکاۃ، باب ایّ الصدقۃ افضل۔۔۔ الخ، ۱/۴۷۹، الحدیث: ۱۴۱۹)

ناجائز وعدوں کی تکمیل ضروری نہیں:

اس آیت میں عہد سے سارے جائز وعدے مراد ہیں خواہ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوں یا رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے یا اپنے شیخ سے یا نکاح کے وقت بیوی سے یا کسی اور سے جیسے حکمرانوں کے وعدے عوام سے، بشرطیکہ جائز وعدے ہوں، ناجائز وعدوں کو پورا کرنے کی اجازت نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰىؕ-اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰىؕ-فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍؕ-ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌؕ-فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ(178)

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کے خون کا بدلہ لینا فرض کردیا گیا، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت، توجس کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دیدی جائے تو اچھے طریقے سے مطالبہ ہو اور وارث کو اچھے طریقے سے ادائیگی ہو۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی اور رحمت ہے۔ تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

قرآن کریم میں قصاص کا مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہوا ہے، اس آیت میں قصاص اور معافی دونوں مسئلے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بیان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو قصاص اور معافی میں اختیار دیا ہے۔ اس آیتِ مبارکہ اور اس کے شانِ نزول سے اسلام کی نظر میں خونِ انسان کی حرمت کا بھی علم ہوتا ہے۔

قتل عمد میں قصاص کا حکم:

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ قتلِ عمد کی صورت میں قاتل پر قصاص واجب ہے خواہ اس

نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو، مرد کو قتل کیا ہو یا عورت کو کیونکہ آیت میں ''قَتْلٰی'' کا لفظ جو قتیل کی جمع ہے وہ سب کو شامل ہے۔ البتہ کچھ افراد اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جن کی تفصیل فقہی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ نیز اس آیت میں یہ بھی بتایا گیا کہ جو قتل کرے گا وہی قتل کیا جائے گا خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت اور زمانۂ جاہلیت کی طرح نہیں کیا جائے گا، ان میں رائج تھا کہ آزادوں میں لڑائی ہوتی تو وہ ایک کے بدلے دو کو قتل کرتے، غلاموں میں ہوتی تو بجائے غلام کے آزاد کو مارتے، عورتوں میں ہوتی تو عورت کے بدلے مرد کو قتل کرتے اور محض قاتل کے قتل پر اکتفانہ کرتے بلکہ بعض اوقات بہت بڑی تعداد میں قتل و غارت گری کا سلسلہ جاری رکھتے۔ ان سب چیزوں سے منع کر دیا گیا۔

فقط گناہ کے ارتکاب سے ایمان ختم نہیں ہوت:

آیت میں قاتل اور مقتول کے وارث کو بھائی کہا گیا اس سے معلوم ہوا کہ قتل اگرچہ بڑا گناہ ہے مگر اس سے ایمانی بھائی چارہ ختم نہیں ہو جاتا۔ اس میں خارجیوں کے مذہب کی تردید ہے جو کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں۔ اہلسنّت کا عقیدہ یہ ہے کہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہوتا ہے کافر نہیں۔

قصاص سے متعلق دو اہم مسائل:

(1)... مقتول کے ولی کو اختیار ہے کہ خواہ قاتل کو بغیر عوض معاف کر دے یا مال

پر صلح کرے اور اگر وہ اس پر راضی نہ ہو اور قصاص چاہے تو قصاص ہی فرض رہے گا۔

(جمل، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۷۸، ۱/۲۱۳)

(2)...اگر مال پر صلح کریں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور مال واجب ہوتا ہے۔

(تفسیرات احمدیہ، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۷۸، ص ۵۲)

مزید تفصیلات کیلئے بہارِ شریعت حصہ 17 کا مطالعہ فرمائیں۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ (180)

ترجمہ کنزالعرفان: تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے (تو) اگر وہ کچھ مال چھوڑے تو اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے اچھے طریقے سے وصیت کر جائے۔ یہ پرہیزگاروں پر واجب ہے۔

کیا مرنے والے پر وصیت کرنا واجب ہے؟:

جب تک اسلام میں میراث کے احکام نہیں آئے تھے اس وقت تک مرنے والے پر اپنے مال کے بارے میں وصیت کرنا واجب تھا کیونکہ اس وقت صرف وصیت کے مطابق مال تقسیم ہوتا تھا جب میراث کے احکام آگئے تو وصیت کا حکمِ وجوب منسوخ ہو گیا۔ (تفسیرات احمدیہ، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۸۰، ص ۵۴)

وصیت کے احکام:

یاد رہے کہ وصیت واجب ہونے کا حکم اگرچہ منسوخ ہوچکا لیکن وصیت کا جواز اب بھی باقی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "کسی مسلمان کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے پاس کچھ مال ہو اور وہ دو راتیں اس طرح گزارے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔

(بخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: وصیۃ الرجل۔۔۔ الخ، ۲/۲۳۰، الحدیث: ۲۷۳۸)

البتہ ایک تہائی تک وصیت ہوسکتی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "وصیت مال کے تہائی حصے میں ہے اور تہائی بہت ہے۔

(بخاری، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ بالثلث، ۲/۲۳۲، الحدیث: ۲۷۴۳)

اور یہ بھی یاد رہے کہ وارث کیلئے وصیت درست نہیں۔ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے، خبردار! وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں۔

(ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب لا وصیۃ لوارث، ۳/۳۱۰، الحدیث: ۲۷۱۳)

البتہ اگر وُرثاء راضی ہوں تو تہائی سے زیادہ میں بھی وصیت ہو سکتی ہے اور وارث کیلئے بھی وصیت ہو سکتی ہے۔ وصیت کرتے ہوئے بھی ورثاء کا خیال رکھنا چاہیے چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تمہارا اپنے عیال کو غنی چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں محتاج چھوڑے اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔

(بخاری، کتاب الوصایا، باب ان یترک ورثتہ اغنیاء خیر۔۔۔ الخ، ۲/۲۳۲، الحدیث: ۲۷۴۲)

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر مال کثیر ہو تو وصیت کرنا افضل ہے اور اگر مال قلیل ہو تو وصیت نہ کرنا افضل ہے۔ یونہی وصیت کرنے کی صورت میں تہائی سے کم ہی کرنا افضل ہے۔ (عالمگیری، کتاب الوصایا، الباب الاول، ۶/۹۰)

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِیْنَ یُبَدِّلُوْنَهٗؕ-اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌؕ(181)

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جو وصیت کو سننے کے بعد اسے تبدیل کردے تو اس کا گناہ ان بدلنے والوں پر ہی ہے، بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

وصیت میں تبدیلی کا شرعی حکم:

وصیت کرنے کے بعد زندگی کے اندر اندر وصیت کرنے والے کو تو وصیت تبدیل کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن فوت ہونے کے بعد کسی دوسرے شخص کو وصیت میں

تبدیلی کی اجازت نہیں خواہ وصی تبدیل کرے یا گواہ یا کوئی اور۔ یونہی وصیت کے کاغذات میں تبدیلی کی جائے یا مال کی تقسیم میں۔ افسوس کہ مال کی محبت میں لوگ وصیتوں میں بہت ہیر پھیر کرتے ہیں، وصیت چھپا دیتے ہیں، جعلی وصیت نامے بنالیتے ہیں، وصیت میں تبدیلی کردیتے ہیں، وصیت پر عمل نہیں کرتے۔ ایک اہم مسئلہ یہ بھی یاد رہے کہ وصیت کے بارے میں ضروری ہے کہ شریعت نے جو قوانین بنائے ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ ان سے ہٹ کر عمل کی اجازت نہیں مثلاً ورثاء راضی نہ ہوں پھر بھی تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کردی جائے اور اس پر عمل کرلیا جائے۔ یہ سب ناجائز و حرام ہے۔

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَیْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِؕ- اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(182)

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جس کو وصیت کرنے والے کی طرف سے جانبداری یا گناہ کا اندیشہ ہو تو وہ ان کے درمیان صلح کرادے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

غلطی پائیں تو اصلاح فرمائیں:

اگر کسی عالم یا حاکم یا وصی یا رشتے دار وغیرہ کو معلوم ہو کہ مرنے والا وصیت میں کسی پر زیادتی کر رہا ہے یا شرعی احکام کی پابندی نہیں کر رہا تو مرنے والے کو سمجھا بجھا کر

وصیت درست کرادے تو یہ شخص گنہگار نہیں بلکہ اپنے نیک عمل کی وجہ سے ثواب کا مستحق ہوگا۔ یونہی اگر فوت ہونے والا تو غلط وصیت کر گیا لیکن بعد میں کوئی حاکم یا عالم یا رشتے دار وغیرہ یہ لوگ مُوصٰی لہ یعنی جس کے حق میں وصیت کی گئی اس میں اور وارثوں میں شرع کے موافق صلح کرادے تو گنہگار نہیں بلکہ مستحقِ ثواب ہوسکتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(183)

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

روزہ کی تعریف:

اس آیت میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے۔ "شریعت میں روزہ یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے اور ہم بستری سے بچا جائے۔" (خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۸۳، ۱/۱۱۹)

یاد رہے کہ رمضان کے روزے 10 شعبان 2 ہجری میں فرض ہوئے تھے۔

(در مختار، کتاب الصوم، ۳/۳۸۳)

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍؕ-فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَؕ-وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍؕ-فَمَنْ

تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗؕ-وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(184)

ترجمہ کنزالعرفان: گنتی کے چند دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو اُن پر ایک مسکین کا کھانا فدیہ ہے پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر تم جانو تو روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔

کن کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے؟:

حیض و نفاس والی عورت کو تو روزہ رکھنے کی اجازت ہی نہیں وہ تو بعد میں قضا کرے گی۔ اس کے علاوہ بھی چند افراد ہیں جنہیں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ آیت میں بطورِ خاص بیمار اور مسافر کو رخصت دی گئی ہے لیکن یہ یاد رہے کہ سفر سے مراد تین دن کی مسافت یعنی ساڑھے ستاون میل یعنی بانوے کلومیٹر ہے۔ اس سے کم سفر ہے تو روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

(درّ مختار مع رد المحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم، ۳/۴۶۳-۴۶۲)

مریض کو بھی رخصت ہے جبکہ اسے روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو تو یہ روزہ چھوڑ دے اور بعد میں ممنوع ایام کے علاوہ اور دنوں میں روزہ رکھ لے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ مریض کو محض زیادہ بیماری کے یا ہلاکت کے صرف

وہم کی بنا پر روزہ چھوڑنا جائز نہیں بلکہ ضروری ہے کہ کسی دلیل یا سابقہ تجربہ یا کسی ایسے طبیب کے کہنے سے غالب گمان حاصل ہو جو طبیب ظاہری طور پر فاسق نہ ہو۔

(ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم، ۳/۴۶۴)

روزے کی رخصت کے چند اہم مسائل:

(1)...جو فی الحال بیمار نہ ہو لیکن مسلمان ماہر طبیب یہ کہے کہ وہ روزے رکھنے سے بیمار ہو جائے گا وہ بھی روزہ چھوڑ سکتا ہے۔

(2)...حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا یا اس کے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو بھی افطار جائز ہے۔

(3)...جس مسافر نے طلوعِ فجر سے قبل سفر شروع کیا اس کو تو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے لیکن جس نے طلوعِ فجر کے بعد سفر کیا اس کو اُس دن کا روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں۔(خزائن العرفان، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۸۴، ص۶۰، بہار شریعت، حصہ پنجم، ۱/۱۰۰۳)

روزے کا فدیہ کو دے سکتا ہے؟:

شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہو گئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے اور نہ آئندہ ہی اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہو کہ روزہ رکھ سکے، اس کے لیے جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے فدیے کے طور پر نصف صاع یعنی اسی گرام کم دو کلو گندم یا اس کا

آٹا دیدے یا اس کی قیمت دیدے اور اگر فدیہ جَو سے دینا ہو تو گندم سے دُگنا دینا ہو گا۔

(درّ مختار مع رد المحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم، ۳/۴۷۲-۴۷۱)

یہ بھی یاد رہے کہ اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی قوت آگئی تو روزہ رکھنا لازم ہو جائے گا۔ (عالمگیری، کتاب الصوم، الباب الخامس، ۱/۲۰۷)

مسئلہ: اگر کوئی شیخ فانی غریب و نادار ہو اور فدیہ دینے کی قدرت بھی نہ رکھتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے۔

(درّ مختار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم، ۳/۴۷۲)

فدیہ کی مقدار سے زیادہ دینے کا شرعی حکم:

فدیہ کی مقدار تو مخصوص ہے لیکن اگر کوئی زیادہ دینا چاہے تو بخوشی دے سکتا ہے۔ جتنا زیادہ دے گا اتنا ہی ثواب بڑھتا جائے گا۔ جیسے بعض صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے نماز کے خشوع و خضوع میں فرق پڑنے پر پورا باغ صدقہ کر دیا۔

یہاں یہ مسئلہ بھی یاد رہے کہ مسافر و مریض کو روزہ نہ رکھنے کی اگرچہ اجازت ہے لیکن زیادہ بہتر و افضل روزہ رکھنا ہی ہے جیسا کہ آیت کے آخر میں فرمایا:

وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

روزے کے طبی فوائد:

طبی لحاظ سے روزوں کے بے شمار فوائد ہیں، ان میں سے 6 فوائد درج ذیل ہیں:

(1)...روزہ رکھنے سے معدے کی تکالیف اور اس کی بیماریاں ٹھیک ہو جاتی ہیں اور نظام ہضم بہتر ہو جاتا ہے۔

(2)...روزہ شوگر لیول، کولیسٹرول اور بلڈ پریشر میں اعتدال لاتا ہے اور اس کی وجہ سے دل کا دورہ پڑنے کا خطرہ نہیں رہتا۔

(3)...روزے کے دوران خون کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے دل کو انتہائی فائدہ مند آرام پہنچتا ہے۔

(4)...روزے سے جسمانی کھچاؤ، ذہنی تناؤ، ڈپریشن اور نفسیاتی امراض کا خاتمہ ہوتا ہے۔

(5)...روزہ رکھنے سے موٹاپے میں کمی واقع ہوتی اور اضافی چربی ختم ہو جاتی ہے۔

(6)...روزہ رکھنے سے بے اولاد خواتین کے ہاں اولاد ہونے کے امکانات کئی گنا بڑھ جاتے ہیں۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآىِٕكُمْؕ-هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّؕ-عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَیْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْۚ-فَالْـٴٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ۪-وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ

مِنَ الْفَجْرِ۪-ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَى الَّیْلِۚ-وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَۙ-فِی الْمَسٰجِدِؕ-تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَاؕ-كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ(187)

ترجمہ کنزالعرفان: تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا حلال کردیا گیا، وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمادیا تو اب ان سے ہم بستری کرلو اور جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہوا ہے اسے طلب کرو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے فجر سے سفیدی (صبح) کا ڈوراسیاہی (رات) کے ڈورے سے ممتاز ہوجائے پھر رات آنے تک روزوں کو پورا کرو اور عورتوں سے ہم بستری نہ کرو جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں تو ان کے پاس نہ جاؤ۔ اللہ یونہی لوگوں کے لئے اپنی آیات کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار ہوجائیں۔

رمضان کی راتوں میں بیوی کے پاس جانے کا شرعی حکم:

رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا حلال کردیا گیا نیز عورتوں سے ہم بستری اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہیے جس سے مسلمانوں کی افرادی قوت

میں اضافہ ہو اور دین قوی ہو۔

صومِ وصال کا حکم:

یاد رہے کہ بغیر افطار کئے اگلا روزہ رکھ لینا اور یوں مسلسل روزے رکھنا صومِ وصال کہلاتا ہے اور یہ ممنوع ہیں۔ اس کی اجازت صرف حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تھی اور یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خصوصیات میں سے ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو صومِ وصال کے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو انہوں نے عرض کی: آپ تو وصال کے روزے رکھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: تم میں میرے جیسا کون ہے مجھے تو میرا رب تعالیٰ کھلاتا اور پلاتا ہے۔

(بخاری، کتاب المحاربین من اہل الکفر والردۃ، باب کم التعزیر والادب، ۴/۳۵۲، الحدیث: ۶۸۵۱)

روزہ دار کا رمضان کی راتوں میں بیوی سے ہم بستری کرنا:

رمضان کی راتوں میں روزہ دار کے لیے بیوی سے ہم بستری حلال ہے جبکہ وہ معتکف نہ ہو لیکن اعتکاف میں عورتوں سے میاں بیوی والے تعلقات حرام ہیں۔

اعتکاف کے چند مسائل:

(1)...مردوں کے اعتکاف کے لیے باقاعدہ شرعی مسجد ضروری ہے۔

(2)...معتکف کو مسجد میں کھانا، پینا، سونا جائز ہے۔

(3)...عورتوں کا اعتکاف ان کے گھروں میں مسجدِ بیت میں جائز ہے اور فی زمانہ انہیں مسجدوں میں اعتکاف کی اجازت نہیں۔

(4)...واجب اور سنت اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔نفلی اعتکاف میں روزہ ضروری نہیں اور نفلی اعتکاف چند منٹ کا بھی ہوسکتا ہے۔جب مسجد میں جائیں، نفلی اعتکاف کی نیت کرلیں۔

(5)...واجب و سنت اعتکاف میں ایک لمحے کیلئے بلااجازتِ شرعی مسجد سے نکلے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا(بہارِ شریعت، حصہ پنجم،اعتکاف کا بیان،۱/۱۰۲۰-۱۰۲۶ملخصاً)

اعتکاف کے بارے میں مزید معلومات کے لئے فیضان سنت جلد اول سے ”فیضانِ اعتکاف“ کا مطالعہ کیجئے۔

وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(188)

ترجمہ کنزالعرفان:اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر جان بوجھ کر کھالو۔

ناحق مال کھانے کا مفہوم:

اس آیت میں باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ لوٹ کر ہو یا چھین کر

،چوری سے یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے یا رشوت یا جھوٹی گواہی سے یہ سب ممنوع و حرام ہے۔

(احکام القرآن، باب ما یحلہ حکم الحاکم وما لا یحلہ، ۱/۳۰۴)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز فائدہ کے لیے کسی پر مقدمہ بنانا اور اس کو حکام تک لے جانا ناجائز و حرام ہے۔ اسی طرح اپنے فائدہ کی غرض سے دوسرے کو ضرر پہنچانے کے لیے حکام پر اثر ڈالنا، رشوتیں دینا حرام ہے۔ حکام تک رسائی رکھنے والے لوگ اس آیت کے حکم کو پیش نظر رکھیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”وہ شخص ملعون ہے جو اپنے مسلمان بھائی کو نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ دھوکہ کرے۔

(تاریخ بغداد، باب محمد، محمد بن احمد بن محمد بن جابر۔۔۔ الخ، ۱/۳۶۰، رقم: ۲۶۲)

یہ بھی معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی، جھوٹی وکالت، جھوٹے مقدمہ کی پیروی و کوشش کی اجرتیں حرام ہیں۔

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِؕ-قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّؕ-وَ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰىۚ-وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا۪-وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(189)

ترجمہ کنزالعرفان: تم سے نئے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ تم

فرمادو، یہ لوگوں اور حج کے لئے وقت کی علامتیں ہیں اور یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں پچھلی دیوار توڑ کر آؤ، ہاں اصل نیک تو پرہیزگار ہوتا ہے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

غلط قسم کی رسمیں اور پابندیاں لگانے کا شرعی حکم:

اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو بغیر ممانعت کے ناجائز سمجھنا جُہلاء کا کام ہے۔ اپنی طرف سے غلط قسم کی رسمیں اور پابندیاں لگا لینا جائز نہیں۔ بہت سے کام ویسے جائز ہوتے ہیں لیکن اپنی طرف سے شرعاً ضروری سمجھ لینے سے ناجائز ہو جاتے ہیں جیسے مسلمان فوت شدگان کے ایصالِ ثواب کیلئے سوئم، چالیسواں وغیرہ کرتے ہیں کہ ویسے کریں تو جائز ہیں لیکن اگر یہ سمجھ کر کریں کہ یہ کرنا ضروری ہے یا دوسرے اور چالیسویں دن ہی کرنا ضروری ہے تو ناجائز ہے، یونہی سوئم اور چالیسواں وغیرہ جائز ہے تو انہیں اپنی طرف سے ناجائز کہنا بھی حرام ہے کفار کے طرزِ عمل کی نقالی ہے۔ بہرحال اِفراط و تفریط سے بچنا ضروری ہے اور اس طرح کی چیزوں کی طرف غور کرنا چاہیے، شادی، مَرگ اور زندگی کے دیگر معاملات میں نجانے کیسی کیسی رسمیں کہاں سے گھس آئی ہیں۔

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْاؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَا

يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ(190)

ترجمہ کنزالعرفان:اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو، بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ضعیف ،بوڑھے ،بچے اور عورتیں وغیرہ کو حالت جنگ میں قتل نہ کرنے کا حکم:

اس آیت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو کافر میدان جنگ میں تمہارے مقابلے پر آئیں اور وہ تم سے لڑنے کی قدرت اور اہلیت رکھتے ہوں تو ان سے لڑو۔ اس صورت میں ضعیف ، بوڑھے ، بچے ، مجنون ، اپاہج ، اندھے ، بیمار اور عورتیں وغیرہ جو جنگ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے (اور وہ جنگ میں نہ تو شریک ہیں اور نہ ہی جنگ کرنے والوں کی کسی قسم کی مدد کر رہے ہیں تو یہ افراد) اس حکم میں داخل نہ ہوں گے اور انہیں قتل کرنا جائز نہیں ۔(تفسیرات احمدیہ، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۹۰، ص۸۰)

آیت میں "زیادتی نہ کرو" کا مفہوم:

اس سے مراد ہے کہ جو جنگ کے قابل نہیں ان سے نہ لڑو یا جن سے تم نے عہد کیا ہو یا بغیر دعوت کے جنگ نہ کرو کیونکہ شرعی طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفار کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ انکار کریں تو ان سے جِزْیَہ طلب کیا جائے اور اگر اس سے بھی انکار کریں تب جنگ کی جائے۔ اس معنی پر آیت کا حکم باقی ہے منسوخ نہیں ۔

(تفسیرات احمدیہ، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۹۰، ص۸۱)

وَ اقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِۚ-وَ لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى یُقٰتِلُوْكُمْ فِیْهِۚ-فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْؕ-كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ (191)فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(192)

ترجمہ کنزالعرفان: اور (دورانِ جہاد) کافروں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انہیں وہاں سے نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا اور فتنہ قتل سے زیادہ شدید ہوتا ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر وہ تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو۔ کافروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو بیشک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

نہایت اہم مسئلہ:

یہاں یہ حکم نہیں دیا جارہا ہے کہ کافروں کو قتل کرنے میں لگے رہو، امن ہو یا جنگ، صلح ہو یا لڑائی ہر حال میں انہیں قتل کرو بلکہ یہاں صرف دورانِ جہاد قتل کرنے کا حکم ہے۔ بہت سے اسلام دشمن لوگ اس طرح کی آیات سے غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایسے لوگوں کی مَکاریوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

حرم کی تعریف اور اس میں لڑائی کا شرعی حکم:

مسجدِ حرام شریف کے ارد گرد کئی کلومیٹر کا علاقہ حرم کہلاتا ہے۔ حرم کی حدود میں

مسلمانوں کو لڑنے سے منع کر دیا گیا کیونکہ یہ حرم کی حرمت کے خلاف ہے لیکن اگر کفار ہی وہاں مسلمانوں سے جنگ کی ابتداء کریں تو انہیں جواب دینے کیلئے وہاں پر بھی ان سے لڑنے اور انہیں قتل کرنے کی اجازت ہے۔ البتہ اگر وہ کفر سے باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں معاف فرمادے گا کہ اسلام تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌؕ-فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ۪-وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ(194)

ترجمہ کنزالعرفان: ادب والے مہینے کے بدلے ادب والا مہینہ ہے اور تمام ادب والی چیزوں کا بدلہ ہے۔ تو جو تم پر زیادتی کرے اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر زیادتی کی ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔

بدلہ لینے سے متعلق دین اسلام کی حسین تعلیم:

کیا حسین تعلیم ہے اور کیا پاکیزہ تربیت ہے جس وقت جذبات مچل رہے ہوں، جذبہ انتقام جوش مار رہا ہو، دشمن قبضے میں آنے ہی والا ہو، غلبہ حاصل ہوا ہی چاہتا ہو اس وقت بھی تقویٰ کا، عدل و انصاف کا درس دیا جارہا ہے، زیادتی کرنے سے منع کیا

جارہا ہے۔ کیا روئے زمین پر کوئی دوسرا ایسا دین، قانون ہے جو اپنے ماننے والوں کو اس طرح کے اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ کردار کا درس دیتا ہو؟ ہرگز نہیں۔ یقیناً یہ صرف اسلام ہی ہے۔

وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ- وَ اَحْسِنُوْا ۚۛ- اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ(195)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بیشک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

خود کو ہلاکت میں ڈالنے کی بہت سی صورتیں ہیں:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ راہِ خدا میں خرچ کرنے کو ترک کرنا بھی ہلاکت کا سبب ہے، فضول خرچی بھی ہلاکت ہے، جہاد ترک کرنا بھی ہلاکت ہے یونہی اس طرح کی ہر وہ چیز جو ہلاکت کا باعث ہو ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے حتّٰی کہ بے ہتھیار میدان جنگ میں جانا یا زہر کھانا یا کسی طرح خودکشی کرنا سب حرام ہے۔ چونکہ خودکشی خود کو ہلاک کرنے کی نہایت ہی نمایاں صورت ہے لہٰذا یہاں اس کی وعید بیان کی جاتی ہے، چنانچہ خودکشی کے بارے میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس نے پہاڑ سے گر کر خود کشی کی وہ مسلسل جہنم میں گرتا رہے گا اور جس نے زہر کھا کر خودکشی کی (قیامت کے دن) وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا اور جہنم کی آگ میں اسے ہمیشہ کھاتا رہے گا اور جس

نے چھری کے ذریعے خود کو قتل کیا، (قیامت کے دن) وہ چھری اس کے ہاتھ میں ہو گی اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ وہ چھری اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔

(بخاری، کتاب الطب، باب شرب السمّ والدوائبہ۔۔۔ الخ، ۴/۴۳، الحدیث: ۵۷۷۸)

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِؕ-فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِۚ-وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗؕ-فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍۚ-فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْٙ-فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِۚ-فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌؕ-ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ یَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِؕ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ(196)

ترجمہ کنزالعرفان: اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو پھر اگر تمہیں (مکہ سے) روک دیا جائے تو (حرم میں) قربانی کا جانور بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو روزے یا خیرات یا قربانی کا فدیہ دے پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی لازم

ہے جیسی میسر ہو پھر جو (قربانی کی قدرت) نہ پائے تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے (اس وقت رکھو) جب تم اپنے گھر لوٹ کر جاؤ، یہ مکمل دس ہیں۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ شدید عذاب دینے والا ہے۔

حج کی تعریف اور حج و عمرہ کے چند احکام:

حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا۔اس کے لیے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے۔ حج 9ہجری میں فرض ہوا،اس کی فرضیت قطعی ہے، اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔(بہار شریعت، حصہ ششم، ۱/۱۰۳۶-۱۰۳۵)

حج کے فرائض یہ ہیں:(۱)...احرام (۲)...وقوفِ عرفہ (۳)...طواف زیارت۔

حج کی تین قسمیں ہیں:(۱)...اِفراد یعنی صرف حج کا احرام باندھا جائے۔(۲)...تَمَتُّع یعنی پہلے عمرہ کا احرام باندھا جائے پھر عمرہ کے احرام سے فارغ ہونے کے بعد اسی سفر میں حج کا احرام باندھا جائے۔(۳)...قِران یعنی عمرہ اور حج دونوں کا اکٹھا احرام باندھا جائے، اس میں عمرہ کرنے کے بعد احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوتیں بلکہ برقرار رہتی ہیں۔ عمرہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ عمرہ میں صرف احرام باندھ کر خانہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے حلق کروانا ہوتا ہے۔حج و عمرہ دونوں کے ہر ہر مسئلے میں بہت

تفصیل ہے۔اس کیلئے بہارِ شریعت کے حصہ 6 کا مطالعہ کریں۔

نیز امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَت بَرَکَاتُہُم الْعالیہ کی کتاب،،رفیق الحرمین،،(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پڑھنا بھی بہت مفید ہے۔

اِحصار کسے کہتے ہیں:

آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر حج یا عمرہ کا احرام باندھ لینے کے بعد حج یا عمرہ کی ادائیگی میں تمہیں کوئی رکاوٹ پیش آجائے جیسے دشمن کا خوف ہو یا مرض وغیرہ تو ایسی حالت میں تم احرام سے باہر آجاؤ اور اس صورت میں حدودِ حرم میں قربانی کا جانور اونٹ یا گائے یا بکری کا ذبح کروانا تم پر واجب ہے اور جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ ہو جائے تب تک تم سر نہ منڈواؤ۔

غیر اختیاری جرم کے لیے رخصت کا حکم:

اِحصار کے بعد ایک اور مسئلے کا بیان ہے وہ یہ ہے کہ حالتِ احرام میں بال منڈوانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یونہی لباس، خوشبو وغیرہ کے اعتبار سے کافی پابندیاں ہوتی ہیں۔ اگر ان کا خِلاف کریں تو دَم یا صدقہ لازم آتا ہے لیکن بعض صورتیں ایسی ہیں کہ مجبوری کی وجہ سے احرام کی پابندیوں کی مخالفت کرنا پڑتی ہے۔ بغیر عذر کے اور عذر کی وجہ سے کئے گئے افعال میں شریعت نے کچھ فرق کیا ہے۔ آیت میں اس کی کچھ صورتوں کا بیان ہے۔ جان بوجھ کر احرام کی پابندیوں کی مخالفت کرے گا تو گناہگار بھی

ہو گا اور فدیہ دینا بھی لازم آئے گا اور مجبوری کی وجہ سے مخالفت کرے تو گناہگار نہ ہو گا لیکن فدیہ دینا پڑے گا البتہ مجبوری والے کو فدیے میں کچھ رخصتیں بھی دی گئی ہیں چنانچہ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”جہاں دَم کا حکم ہے وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا جوؤں کی سخت ایذا کے باعث ہو گا تو اُسے جُرمِ غیر اختیاری کہتے ہیں اس میں اختیار ہو گا کہ دَم (قربانی) کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دے دے یا دونوں وقت پیٹ بھر کھلائے یا تین روزے رکھ لے۔ اور اگر اس (جرم) میں صدقہ کا حکم ہے اور بمجبوری کیا تو اختیار ہو گا کہ صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔

(بہارِ شریعت، حصہ ششم، جرم اور ان کے کفارے کا بیان، ۱/۱۱۶۲)

حجِ تمتع یا حجِ قران کرنے والے پر قربانی کا حکم:

جو شخص ایک ہی سفر میں شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرے اس پر شکرانے کے طور پر قربانی لازم ہے اور یہ قربانی عید کے دن والی قربانی نہیں ہوتی بلکہ جداگانہ ہوتی ہے اور اگر قربانی کی قدرت نہ ہو تو اسے حکم ہے کہ دس روزے رکھے، ان میں سے تین روزے حج کے دنوں میں یعنی یکم شوال سے نویں ذی الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد کسی بھی تین دن میں رکھ لے، اکٹھے رکھے یا جدا جدا دونوں کا اختیار ہے اور سات روزے 13 ذی الحجہ کے بعد رکھے۔ مکہ مکرمہ میں بھی

رکھ سکتے ہیں لیکن افضل یہ ہے کہ گھر واپس لوٹ کر رکھے۔

(بہار شریعت، حصہ ششم،۱/۱۱۴۱-۱۱۴۰، ملخصًا)

حجِ تمتع یا حجِ قِران کون کرسکتا ہے؟:

حجِ تمتع یا حجِ قِران کا جائز ہونا صرف آفاقی یعنی میقات سے باہر والوں کے لئے ہے۔ حدودِ میقات میں اور اس سے اندر رہنے والوں کے لئے نہ تمتع کی اجازت ہے اور نہ قِران کی، وہ صرف حجِ اِفراد کرسکتے ہیں۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌۚ-فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَۙ-وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّؕ-وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْهُ اللّٰهُ- وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰىؗ-وَ اتَّقُوْنِ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ(197)

ترجمہ کنزالعرفان: حج چند معلوم مہینے ہیں تو جو اِن میں حج کی نیت کرے تو حج میں نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو اور نہ کوئی گناہ ہو اور نہ کسی سے جھگڑا ہو اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور زادِ راہ ساتھ لے لو پس سب سے بہتر زادِ راہ یقیناپرہیزگاری ہے اور اے عقل والو! مجھ سے ڈرتے رہو۔

حج کے مہینے:

حج کے چند احکام بیان کرنے کے بعد یہاں مزید حج کے احکام و آداب بیان کئے جا

رہے ہیں۔ فرمایا گیا کہ حج کے چند مشہور و معروف مہینے ہیں یعنی شوال، ذوالقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ۔ حج کے ارکان صرف ساتویں ذی الحجہ سے بارھویں تک ادا ہوتے ہیں۔ مگر شوال، ذیقعدہ کو بھی حج کے مہینے اسی لئے کہا گیا ہے کہ ان میں احرام باندھنا بلا کراہت جائز ہے اور ان سے پہلے حج کا احرام باندھنا مکروہ ہے۔

مُحرِم کے لئے چند پابندیاں:

یعنی جو شخص احرام باندھ کر یا ہَدی کا جانور چلا کر حج کو اپنے اوپر لازم کر لے اس پر یہ چیزیں لازم ہیں:۔

(1)...رفث سے بچنا۔ رَفَث سے مراد ہے، ہم بستری کرنا یا عورتوں کے سامنے اس کا ذکر کرنا یا فحش کلام کرنا۔ (ہدایہ، کتاب الحج، باب الاحرام، ۱/۱۳۵)

البتہ نکاح کر سکتا ہے۔

(2)...فسوق سے بچنا۔ فسق کا معنٰی ہے گناہ اور برائی کے کام۔

(3)...جدال سے بچنا۔ جِدال سے مراد ہے، اپنے ہم سفروں سے یا خادموں سے یا غیروں کے ساتھ جھگڑنا۔

(تفسیرات احمدیہ، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۹۷، ص۹۵)

یاد رہے کہ گناہ کے کام اور لڑائی جھگڑا تو ہر جگہ ہی ممنوع ہے لیکن چونکہ حج ایک عظیم اور مقدس عبادت ہے اس لئے اس عبادت کے دوران ان سے بچنے کی بطورِ

خاص تاکید کی ہے۔

لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْؕ-فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ۪-وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْۚ وَ اِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ(198)

ترجمہ کنزالعرفان: تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو، تو جب تم عرفات سے واپس لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو اور اس کا ذکر کرو کیونکہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے اگرچہ اس سے پہلے تم یقیناً بھٹکے ہوئے تھے۔

دورانِ حج تجارت کرنے کا شرعی حکم:

اس سے معلوم ہوا کہ جب تک تجارت سے افعالِ حج کی ادا میں فرق نہ آئے اس وقت تک تجارت کی اجازت ہے۔ نیز یہاں مال کو رب تعالی کا فضل قرار دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مال فی نفسہ بری چیز نہیں بلکہ اس کا غلط استعمال برا ہے۔ ہزاروں نیکیاں صرف مال کے ذریعے ہی کی جاسکتی ہیں جیسے زکوۃ و صدقات و حج و عمرہ وغیرہ۔

وقوفِ عرفات حج کا عظیم رکن ہے:

حاجی کیلئے 9 ذی الحجہ کے زوالِ آفتاب سے لے کر 10 ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے تک کم از کم ایک لمحے کیلئے عرفات میں وقوف فرض ہے۔

(بہار شریعت، حصہ ششم، ۱/۱۱۴۷)

اور 9 تاریخ کو اتنی دیر وقوف کرنا کہ وہیں سورج غروب ہو جائے یہ واجب ہے۔

(عالمگیری، کتاب المناسک، الباب الخامس، ۱/۲۲۹)

مزدلفہ میں رات گزارنے کا شرعی حکم:

مَشْعَرِ حرام مُزدلفہ میں وہ جگہ ہے جہاں امامِ حج وقوفِ مزدلفہ کرتا ہے۔ مزدلفہ میں واقع وادی مُحَسِّر کے سوا تمام مزدلفہ وقوف کا مقام ہے۔ مزدلفہ میں رات گزارنا سنت ہے اور فجر کا وقت شروع ہونے سے لے کر طلوعِ آفتاب کے دوران کم از کم ایک لمحے کیلئے وہاں ٹھہرنا واجب ہے۔ بغیر عذر وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے اور مشعر حرام کے پاس وقوف افضل ہے۔ مزدلفہ میں وقوف کے دوران تَلْبِیَہ، تہلیل و تکبیر اور ثناء و دعا وغیرہ میں مشغول رہنا چاہیے۔ 9 ذوالحجہ کو مزدلفہ میں نمازِ مغرب و عشاء کو ملا کر عشاء کے وقت میں پڑھنا ہوتا ہے۔

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَؕ-اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(199)

ترجمہ کنزالعرفان: پھر (اے قریشیو!) تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے دوسرے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرو، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اسلامی احکام سب کے لئے برابر ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی احکام برادریوں کے اعتبار سے نہیں بدلتے اور نہ ہی کسی کے رتبے اور مقام کی وجہ سے ان میں تبدیلی ہوتی ہے بلکہ امیر و غریب، گورے کالے، عربی عَجمی سب کے لئے اسلام کے احکام برابر ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: قریش ایک مخزومی عورت کے بارے میں بہت ہی پریشان تھے جس نے چوری کی تھی، لوگ کہنے لگے کہ اس بارے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے گفتگو کون کرے؟ بعض آدمیوں نے کہا کہ حضرت اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سوا ایسی جرأت اور کون کر سکتا ہے کیونکہ وہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چہیتے ہیں۔ جب حضرت اسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس بارے میں حضور پر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود کے بارے میں سفارش کر رہے ہو؟ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: ''بے شک تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے تھے کہ جب کوئی مالدار چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ خدا کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، ۵۶-باب، ۲/۴۶۸، الحدیث: ۳۴۷۵)

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ

ذِكْرًا ؕ-فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ(200)

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب اپنے حج کے کام پورے کرلو تواللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ (ذکر کرو) اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دیدے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

بلند آواز سے اور اجتماعی ذکر کا ثبوت:

اس آیت سے بلند آواز سے ذکر کرنا اور لوگوں کا اکٹھے مل کر ذکر کرنا دونوں ثابت ہوتے ہیں کیونکہ عرب لوگ اپنے باپ دادا کا ذکر بلند آواز سے کرتے تھے اور مجمع میں کرتے تھے۔

دنیا کی بہتری طلب کرنے کا حکم:

یاد رہے کہ مومن اگر دنیا کی بہتری طلب کرتا ہے تو وہ بھی جائز ہے اور یہ طلبِ دنیا اگر دین کی تائید و تَقوِیَت کے لئے ہو تو یہ دعا بھی امورِ دین سے شمار ہوگی۔ لیکن یہ یاد رہے کہ آخرت کو اصلاً فراموش کرکے صرف دنیا مانگنا بہرحال مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ دنیا کے طلبگاروں اور آخرت کے طلبگاروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَۚ-يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا(۱۸)وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا(بنی اسرائیل:۱۸، ۱۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جو جلدی والی (دنیا) چاہتا ہے تو ہم جسے چاہتے ہیں اس کیلئے دنیا میں جو چاہتے ہیں جلد دیدیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لیے جہنم بنارکھی ہے جس میں وہ مذموم، مردود ہوکر داخل ہوگا۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اوراس کیلئے ایسی کوشش کرتا ہے جیسی کرنی چاہیے اور وہ ایمان والا بھی ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔

نیز ایک اور مقام پر صرف دنیا کی رنگینیوں میں مگن رہنے والوں سے اور اس کے بعد جواللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر اور افضل چیز ہے اس کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِؕ-ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَاۚ-وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ(۱۴)قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْؕ-لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ

رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِؕ-وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ(ال عمران: ۱۴، ۱۵)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: لوگوں کے لئے ان کی خواہشات کی محبت کو آراستہ کر دیا گیا یعنی عورتوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے ڈھیروں اور نشان لگائے گئے گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتیوں کو (ان کے لئے آراستہ کر دیا گیا) یہ سب دنیوی زندگی کا سازوسامان ہے اور صرف اللہ کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔ (اے حبیب!) تم فرماؤ، (اے لوگو!) کیا میں تمہیں ان چیزوں سے بہتر چیز بتادوں؟ (سنو، وہ یہ ہے کہ) پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے اور (وہاں) پاکیزہ بیویاں اور اللہ کی خوشنودی ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍؕ-فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِۚ-وَ مَنْ تَاَخَّرَ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِۙ-لِمَنِ اتَّقٰىؕ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ(203)

ترجمہ کنزالعرفان: اور گنتی کے دنوں میں اللہ کا ذکر کرو تو جو جلدی کرکے دو دن میں (منیٰ سے) چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو پیچھے رہ جائے تو اس پر (بھی) کوئی گناہ نہیں۔ (یہ بشارت) پرہیزگار کے لئے ہے اور اللہ سے

ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔

رمی جمرات:

دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحج، ان چار دنوں میں منیٰ میں جمرات پر رمی کی جاتی ہے۔ دس تاریخ کو صرف ایک جمرہ کی اور بقیہ تاریخوں میں تینوں جمرات کی۔ تیرہ تاریخ کو بھی رمی تو ہے لیکن اگر کوئی شخص بارہ تاریخ کی رمی کر کے منیٰ سے واپس آجائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اگرچہ تیرہ کو رمی کر کے واپس آنا افضل ہے۔

(تفسیرات احمدیہ، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۰۳، ص ۹۸)

یہاں دو دنوں میں رمی کر کے چلے جانے سے مراد دس ذوالحجہ کے بعد دو دن ہیں۔

یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ۬ؕ-قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِؕ-وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ(215)

ترجمہ کنزالعرفان: آپ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں ؟ تم فرماؤ: جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافر کے لئے ہے اور تم جو بھلائی کرو بیشک اللہ اسے جانتا ہے۔

یہاں دو مسائل ذہن نشین رکھیں:

(۱)...اس آیت میں صدقہ نافلہ کا بیان ہے۔

(جمل، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۱۵، ۱/ ۲۵۶)

(۲)...ماں باپ کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ۳/ ۳۴۴)

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (216)

ترجمہ کنزالعرفان: تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں ناپسند ہو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

جہاد کا شرعی حکم:

جہاد فرض ہے جب اس کے شرائط پائے جائیں اور اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر حملہ کردیں تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے ورنہ فرض کفایہ۔

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ كَبِیْرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ لَا یَزَالُوْنَ

يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْاؕ-وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِۚ-وَ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ-هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ(217)

ترجمہ کنزالعرفان: آپ سے ماہِ حرام میں جہاد کرنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، تم فرماؤ: اس مہینے میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے اور فتنہ قتل سے بڑا جرم ہے اور وہ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان سے ہو سکے تو تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے پھر کافر ہی مرجائے تو ان لوگوں کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہو گئے اور وہ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

آیت مذکورہ سے معلوم ہونے والے مسائل:

(1)...اس آیت سے معلوم ہوا کہ خود بڑے بڑے عیبوں میں مبتلا ہونا اور دوسروں پر طعن کرنا کافروں کا طریقہ ہے۔ یہ بیماری ہمارے ہاں بھی عام ہے کہ لوگ ساری دنیا کی برائیاں اور غیبتیں بیان کرتے ہیں اور خود اس سے بڑھ کر عیبوں کی گندگی

سے آلودہ ہوتے ہیں۔ ایک حدیث پاک میں بھی اس بیماری کو بیان کیا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا تو نظر آجاتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں شہتیر نظر نہیں آتا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الغیبۃ، ذکر الاخبار عمّا یجب علی المرء۔۔۔ الخ، ۷/ ۵۰۶، الحدیث: ۵۷۳۱)

(2)...فتنہ انگیزی قتل سے بڑھ کر جرم ہے۔ بعض لوگوں کو فتنہ و فساد کا شوق ہوتا ہے، آیت میں تو فتنہ سے مراد کفرو

شرک ہے لیکن اس سے ہٹ کر بھی فتنہ انگیزی کوئی معمولی جرم نہیں ہے۔

(3)...اس آیت سے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی شان بھی معلوم ہوئی کہ کفار نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم پر اعتراض کیا اور اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی طرف سے کفار کو جواب دیا۔

مرتد کے چند احکام:

مرتد ہونے سے تمام عمل باطل ہو جاتے ہیں، آخرت میں تو اس طرح کہ ان پر کوئی اجرو ثواب نہیں اور دنیا میں اس طرح کہ شریعت حکومتِ اسلامیہ کو مُرتد کے قتل کا حکم دیتی ہے، مرد مرتد ہو جائے تو بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے، مرتد شخص اپنے رشتے

داروں کی وراثت پانے کا مستحق نہیں رہتا، مرتد کی تعریف کرنا اور اس سے تعلق رکھنا جائز نہیں ہوتا۔ چونکہ مرتد ہونے سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں لہٰذا اگر کوئی حاجی مرتد ہو جائے پھر ایمان لائے تو وہ دوبارہ حج کرے، پہلا حج ختم ہو چکا۔ اسی طرح زمانہ اِرتِداد میں جو نیکیاں کیں وہ قبول نہیں۔ جو حالتِ ارتداد میں مر گیا وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا جیسا کہ آیت کے آخر میں ''هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ'' فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو خاتمہ بالخیر نصیب کرے۔ یاد رکھیں کہ مرتد ہونا بہت سخت جرم ہے، افسوس کہ آج کل مسلمانوں کی اکثریت دین کے بنیادی عقائد سے لاعلم ہے، شادی و مرگ اور ہنسی مذاق کے موقع پر کفریہ جملوں کی بھرمار ہے، گانے، فلمیں، ڈرامے خصوصاً مزاحیہ ڈرامے کفریات کا بہت بڑا ذریعہ ہیں، ان چیزوں سے بچانے والے علوم کا حاصل کرنا فرض ہے۔

اس سلسلے میں امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی تالیف ،،کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب،، (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا ضرور مطالعہ کیجئے۔

یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِؕ-قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘-وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ-وَ یَسْــٴَـلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ۬ؕ-قُلِ الْعَفْوَؕ-كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ(219)

ترجمہ کنزالعرفان: آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں ۔ تم فرمادو: ان دونوں میں کبیرہ گناہ ہے اور لوگوں کیلئے کچھ دنیوی منافع بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔آپ سے سوال کرتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں ؟تم فرماؤ: جو زائد بچے۔اسی طرح اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم غوروفکر کرو۔

جوئے (Gambling) کی تعریف اور شرعی حکم:

(1)...جوا کھیلنا حرام ہے۔

(2)...جوا، ہر ایسا کھیل ہے جس میں اپنا کل یا بعض مال چلے جانے کا اندیشہ ہو یا مزید مل جانے کی امید ہو۔

شطرنج ، تاش (Cards)، لڈو، کیرم، بلیئرڈ، کرکٹ (Cricket) وغیرہ کھیلوں کا حکم شرعی:

(3)...شطرنج تاش ، لڈو، کیرم، بلیئرڈ، کرکٹ وغیرہ ہار جیت کے کھیل جن پر بازی لگائی جائے سب جوئے میں داخل اور حرام ہیں۔یونہی کرکٹ وغیرہ میں میچ یا ایک ایک اوور یا ایک ایک بال پر جو رقم لگائی جاتی ہے یہ جوا ہے، یونہی گھروں یا دفتروں میں چھوٹی موٹی باتوں پر جو اس طرح کی شرطیں لگتی ہیں کہ اگر میری بات درست نکلی تو تم کھانا کھلاؤ گے اور اگر تمہاری بات سچ نکلی تو میں کھانا کھلاؤں گا یہ سب جوئے میں داخل

ہیں۔

لاٹری (Lottery) بھی ایک جوا ہے:

یونہی لاٹری وغیرہ جوئے میں داخل ہے۔ آج کل موبائل پر کمپنی کو میسج کرنے پر ایک مخصوص رقم کٹتی ہے اور اس پر بھی انعامات رکھے جاتے ہیں یہ سب جوئے میں داخل ہیں۔

فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِؕ-وَ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْیَتٰمٰىؕ-قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌؕ-وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْؕ-وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِؕ-وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ(220)

ترجمہ کنزالعرفان: دنیا اور آخرت کے کاموں میں (غوروفکر کرلیاکرو) اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ: ان کا بھلا کرنا بہتر ہے اور اگر ان کے ساتھ اپنا خرچہ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے جدا خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

یتیموں سے متعلق احکام:

(1)... یتیم وہ نابالغ بچہ یا بچی ہے جس کا باپ فوت ہوگیا ہو، اگر اس کے پاس مال ہو اور اپنے کسی ولی کی پرورش میں ہو اس کے احکام اس آیت میں مذکور ہیں کہ ولی خواہ اس

یتیم کا مال اپنے مال سے ملا کر اس پر خرچ کرے یا علیحدہ رکھ کر جس میں یتیم کی بہتری ہو وہ کرسکتا ہے لیکن ملانا خراب نیت سے نہیں ہونا چاہیے۔

(2)...اگرچہ اس آیت کا نزول یتیموں کی مالی اصلاح کے بارے میں ہوا مگر اصلاح کے لفظ میں ساری مصلحتیں داخل ہیں۔ یتیموں کے اخلاق، اعمال، تربیت، تعلیم سب کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یوں سمجھیں کہ یتیم ساری مسلم قوم کیلئے اولاد کی طرح ہیں۔

وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ-وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ-وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ- وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ-اُولٰٓىٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚۖ-وَ اللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ-وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ(221)

ترجمہ کنزالعرفان: اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہوجائیں اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ عورت سے اچھی ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو اور (مسلمان عورتوں کو) مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ مشرک تمہیں پسند ہو، وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا

ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

غیر مسلم عورت (Non Muslim woman) سے نکاح کا حکم:

مشرکہ عورتوں سے نکاح کی اجازت نہیں اگرچہ وہ تمہیں پسند ہوں۔ البتہ یہ یاد رہے کہ اہلِ کتاب یعنی یہودی، عیسائی عورت سے نکاح کی اجازت ہے ۔ اس کی تفصیل سورہ مائدہ آیت 5 میں آئے گی۔

وَ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِؕ-قُلْ هُوَ اَذًىۙ-فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِۙ-وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى یَطْهُرْنَۚ-فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُؕ-اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ(222)

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں تم فرماؤ: وہ ناپاکی ہے تو حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک پاک نہ ہوجائیں پھر جب خوب پاک ہوجائیں تو ان کے پاس وہاں سے جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے، بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

حالتِ حیض میں بیوی سے ہم بستری کرنا کیسا؟

حیض کی حالت میں عورتوں سے ہم بستری کرنا حرام ہے۔ اور چونکہ یہ قرآن کی واضح آیت سے ثابت ہے لہٰذا ایسی حالت میں جماع جائز جاننا کفر ہے اور حرام سمجھ کر کر لیا تو سخت گنہگار ہوا اس پر توبہ فرض ہے۔ (بہار شریعت، حصہ دوم، نفاس کا بیان، ۱/۳۸۲)

نوٹ: (اور اگر حیض کے ابتدائی ایام کے زمانہ میں جماع کیا تو ایک دینار خیرات کرنا مستحب ہے جبکہ حیض کے آخری ایام کے زمانہ میں میں جماع کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مُستَحَب ہے۔ (ماخوز از فتاوی رضویہ و بہار شریعت)

یونہی ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک کی جگہ سے لذت حاصل کرنا منع ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، ۱/۵۳۴)

بقیہ ان سے گفتگو کرنا، ان کے ساتھ کھانا پینا حتیٰ کہ ان کا جوٹھا کھانا بھی جائز ہے، گناہ نہیں۔

اینل سیکس(Anal sex)کا شرعی حکم:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کے پچھلے مقام میں جماع کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی گندگی کا مقام ہے۔

حیض کے چند احکام:

(1)...حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

(2)...حیض کے دنوں میں عورت کیلئے تلاوتِ قرآن، نماز، روزہ، مسجد میں داخلہ،

قرآن کو چھونا اور خانہ کعبہ کا طواف حرام ہو جاتا ہے۔

(3)...ذکر و درود وغیرہ میں کوئی حرج نہیں البتہ اس کیلئے وضو کر لینا مستحب ہے۔

(4)...ایامِ حیض کے روزوں کی قضا عورت پر لازم ہے جبکہ نمازیں معاف ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے بہارِ شریعت حصہ 2 کا مطالعہ فرمائیں۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ۪-فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ٘-وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْؕ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُؕ-وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ(223)

ترجمہ کنزالعرفان: تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے فائدے کا کام پہلے کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم اس سے ملنے والے ہو اور اے حبیب! ایمان والوں کو بشارت دو۔

سیکس پوزیشن (Sex Position) کا بیان:

عورت سے ہر طرح ہم بستری جائز ہے لیٹ کر، بیٹھ کر، کھڑے کھڑے، بشرطیکہ صحبت اگلے مقام میں ہو کیونکہ یہی راستہ کھیتی یعنی اولاد کا ثمرہ حاصل کرنے کا ہے۔

اولاد کو شیطان سے محفوظ رکھنے کی دعا:

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضور

اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو کہے:

”بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا “

اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ !تعالیٰ، ہمیں شیطان سے محفوظ رکھنا اور اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھنا جو تو ہمیں عطا فرمائے۔

پس (یہ دعا پڑھنے کے بعد صحبت کرنے سے) جو بچہ انہیں ملا اسے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (بخاری، کتاب الوضوء، باب التسمیۃ علی کلّ حال وعند الوقاع، ۱/۷۳، الحدیث: ۱۴۱)

وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِؕ-وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ(224)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اپنی قسموں کی وجہ سے اللہ کے نام کو احسان کرنے اور پرہیزگاری اختیار کرنے اور لوگوں میں صلح کرانے میں آڑ نہ بنالو اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

کس کام کی قسم کھانا منع ہے؟

نیک کام نہ کرنے کی قسم کھانے سے منع کر دیا گیا۔

نیکی سے باز رہنے کی قسم کھانے والے کو کیا کرنا چاہئے:

یہاں ایک اہم مسئلہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی شخص نیکی سے باز رہنے کی قسم کھالے تو اس کو چاہیے کہ قسم کو پورا نہ کرے بلکہ وہ نیک کام کرے اور قسم کا کفارہ

دے۔ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی مسلم شریف کی حدیث میں ہے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس شخص نے کسی امر پر قسم کھالی پھر معلوم ہوا کہ خیر اور بہتری اس کے خلاف میں ہے تو چاہیے کہ اس امرِ خیر کو کرلے اور قسم کا کفارہ دے۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمینًا۔۔۔ الخ، ص۸۹۸، الحدیث: ۱۲(۱۶۵۰))

یہی حکم سورہ نور آیت نمبر 22 میں بھی مذکور ہے۔

لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْؕ-وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ(225)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ ان قسموں میں تمہاری گرفت نہیں فرمائے گا جو بے ارادہ زبان سے نکل جائے ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جن کا تمہارے دلوں نے قصد کیا ہو اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا حلم والا ہے۔

قسم کی اقسام اور ان کا شرعی حکم:

قسم تین طرح کی ہوتی ہے: (۱) لَغو۔ (۲) غموس۔ (۳) مُنعقدہ۔

(1)... لغو یہ ہے کہ کسی چیز کو اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھائی اور در حقیقت وہ اس کے خلاف ہو یہ معاف ہے اور اس پر کفارہ نہیں۔

(2)... غموس یہ ہے کہ کسی گزری ہوئی چیز پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے، یہ حرام ہے اور احادیث میں اس پر سخت وعیدیں ہیں۔

(3)... منعقدہ یہ ہے کہ کسی آئندہ چیز پر قسم کھائے، اس قسم کو اگر توڑے تو بعض صورتوں میں گنہگار بھی ہے اور کفارہ بھی لازم ہوتا ہے۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک ہو کمی بہتر ہے اور بات بات پر قسم کھانی نہ چاہیے اور بعض لوگوں نے قسم کو تکیہ کلام بنا رکھا ہے کہ قصد و بے قصد زبان سے جاری ہوتی ہے اور اس کا بھی خیال نہیں رکھتے کہ بات سچی ہے یا جھوٹی، یہ سخت معیوب ہے۔ (بہار شریعت، حصہ نہم، قسم کا بیان، ۲/۲۹۸)۔

قسم کے مسائل جاننے کے لئے امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے "قسم کے بارے میں سوال جواب" (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ کیجئے۔

لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍۚ-فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(226)

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جو اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھا بیٹھیں ان کیلئے چار مہینے کی مہلت ہے، پس اگر اس مدت میں وہ رجوع کرلیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اِیلاء کی تعریف اور شرعی حکم:

یہ قسم کھانا کہ میں اپنی بیوی سے چار مہینے تک یا کبھی صحبت نہ کروں گا اسے اِیلاء کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر قسم توڑ دے اور چار ماہ کے اندر صحبت کرلے تب تو

اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے ورنہ چار ماہ کے بعد عورت کو طلاق بائنہ پڑ جائیگی اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔ ایلاء کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے بہار شریعت، حصہ 8 سے ”ایلاء کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔

وَ اِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ(227)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر وہ طلاق کا پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

اسلام حقوقِ نسواں (women's rights) کا علمبردار ہے:

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے، اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال، دو سال، تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ ان کے پاس نہ جانے اور صحبت ترک کرنے کی قسم کھالیتے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے نہ تو وہ بیوہ ہوتیں کہ کہیں اپنا ٹھکانہ کرلیتیں اور نہ شوہر دار کہ شوہر سے کچھ سکون حاصل کرتیں۔ اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لیے چار مہینے کی مدت معین فرمادی کہ اگر عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد عرصہ کے لیے یا غیر معین مدت کے لیے ترکِ صحبت کی قسم کھالے جس کو ایلا کہتے ہیں تو اس کے لیے چار ماہ انتظار کی مہلت ہے اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا اس کے لیے بہتر ہے یا رکھنا، اگر رکھنا بہتر سمجھے اور اس مدت کے اندر رجوع کرے تو نکاح باقی

رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہو گا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہوگئی اور اس پر طلاق بائن واقع ہوگئی۔ یہ حکم بھی عورتوں پر اسلام کے احسانات میں سے ایک احسان اور حقوقِ نسواں کی پاسداری کی علامت ہے۔

طلاق کے مسائل سیکھنے کے لئے رسالہ،،طلاق کے آسان مسائل،، (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ کیجئے۔

وَ الْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍؕ-وَ لَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ-وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًاؕ-وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۪-وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌؕ-وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ(228)

ترجمہ کنزالعرفان: اور طلاق والی عورتیں اپنی جانوں کو تین حیض تک روکے رکھیں اور انہیں حلال نہیں کہ اس کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ہے اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہر اس مدت کے اندر انہیں پھیر لینے کا حق رکھتے ہیں اگر وہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں اور عورتوں کیلئے بھی مردوں پر شریعت کے مطابق ایسے ہی حق ہے جیسا (ان

کا)عورتوں پر ہے اور مردوں کو ان پر فضیلت حاصل ہے اور اللہ غالب،
حکمت والا ہے۔

مُطَلَّقہ عورتوں (Divorced Women) کی عدت کا بیان:

جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے طلاق دی ہو اگر وہ شوہر کے پاس نہ گئی تھیں اور ان سے خَلْوَت صحیحہ بھی نہ ہوئی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدت ہی نہیں ہے جیسا کہ سورہ احزاب کی آیت 49 میں ہے اور جن عورتوں کو کم سِنی یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو ان کی عدت تین مہینے ہے اور جو حاملہ ہوں ان کی عدت بچہ جننا ہے جیسا کہ ان دونوں کی عدتوں کا بیان سورہ طلاق کی آیت 4 میں ہے اور جس کا شوہر فوت ہو جائے اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت بچہ جننا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور اگر فوت شدہ کی بیوی حاملہ نہ ہو تو اس عورت کی عدت 4 ماہ، 10 دن ہے جیسا کہ سورہ بقرہ آیت 234 میں ہے۔ مذکورہ بالا عورتوں کے علاوہ باقی جو آزاد عورتیں ہیں یہاں ان کی عدت اور طلاق کا بیان ہے کہ ان کی عدت تین حیض ہے۔

آیت میں جس چیز کا چھپانا حلال نہیں وہ حمل اور حیض کا خون ہے۔

(جلالین، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۸، ص ۳۴)

ان کا چھپانا اس لئے حرام ہے کہ ان کے چھپانے سے رجوع کرنے اور اولاد کے بارے میں جو شوہر کا حق ہے وہ ضائع ہو گا۔

کیا طلاق رجعی میں رجوع کیلئے عورت کی مرضی ضروری ہے؟

شوہروں کو رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجوع کا حق حاصل ہوتا ہے۔آیت میں ”اَرَادُوۡا“ کے لفظ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق رجعی میں رجوع کیلئے عورت کی مرضی ضروری نہیں صرف مرد کا رجوع کافی ہے،ہاں ظلم کرنے اور عورت سے اپنے انتقام کی آگ بجھانے کیلئے رجوع کرنا سخت برا ہے۔رجوع اصلاح کی نیت سے ہونا چاہیے۔افسوس کہ ہمارے ہاں اِس جہالت کی بھی کمی نہیں ، بیویوں کو ظلم و ستم اور سسرال سے انتقام لینے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے حتّٰی کہ بعض اوقات تو شادی ہی اس نیت سے کی جاتی ہے اور بعض اوقات رجوع اس نیت سے کیا جاتا ہے۔یہ سب زمانہ جاہلیت کے مشرکوں کے افعال ہیں۔

عورتوں کے مردوں پر حقوق:

جس طرح عورتوں پر شوہروں کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے اسی طرح شوہروں پر عورتوں کے حقوق پورے کرنا لازم ہے۔آیت کی مناسبت سے یہاں ہم شوہر اور بیوی کے چند حقوق بیان کرتے ہیں۔

شوہر پر بیوی کے حقوق (Rights of Wife):

شوہر پر بیوی کے چند حقوق یہ ہیں : (1) خرچہ دینا، (2) رہائش مہیا کرنا، (3) اچھے طریقے سے گزارہ کرنا، (4) نیک باتوں، حیاء اور پردے کی تعلیم دیتے رہنا،

(5) ان کی خلاف ورزی کرنے پر سختی سے منع کرنا، (6) جب تک شریعت منع نہ کرے ہر جائز بات میں اس کی دلجوئی کرنا، (7) اس کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر صبر کرنا اگرچہ یہ عورت کا حق نہیں۔

بیوی پر شوہر کے حقوق (Rights of Husband):

بیوی پر شوہر کے چند حقوق یہ ہیں: (1) ازدواجی تعلقات میں مُطْلَقاً شوہر کی اطاعت کرنا، (2) اس کی عزت کی سختی سے حفاظت کرنا، (3) اس کے مال کی حفاظت کرنا، (4) ہر بات میں اس کی خیر خواہی کرنا، (5) ہر وقت جائز امور میں اس کی خوشی چاہنا، (6) اسے اپنا سردار جاننا، (7) شوہر کو نام لے کر نہ پکارنا، (8) کسی سے اس کی بلا وجہ شکایت نہ کرنا، (9) اور خدا توفیق دے تو وجہ ہونے کے باوجود شکایت نہ کرنا، (10) اس کی اجازت کے بغیر آٹھویں دن سے پہلے والدین یا ایک سال سے پہلے دیگر محارم کے یہاں نہ جانا، (11) وہ ناراض ہو تو اس کی بہت خوشامد کر کے منانا۔

(فتاوی رضویہ، ۲۴/۳۷۱، ملخصًا)

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۪-فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍؕ-وَ لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْــٴًـا اِلَّاۤ اَنْ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِؕ-فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِۙ-فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖؕ-تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَاۚ-وَ مَنْ یَّتَعَدَّ

حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(229)

ترجمہ کنزالعرفان: طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے طریقے سے چھوڑ دینا ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم نے جو کچھ عورتوں کو دیا ہو اس میں سے کچھ واپس لو مگر اس صورت میں کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو اگر تمہیں خوف ہو کہ میاں بیوی اللہ کی حدوں کو قائم نہ کر سکیں گے تو ان پر اُس (مالی معاوضے) میں کچھ گناہ نہیں جو عورت بدلے میں دے کر چھٹکارا حاصل کر لے، یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

رجوع کرنے کا حق کتنی طلاق میں ہوتا ہے؟

طلاق رَجعی میں مرد کو طلاق دینے کا اختیار دو بار تک ہے۔ اگر تیسری طلاق دی تو عورت شوہر پر حرام ہو جائے گی اور جب تک پہلے شوہر کی عدت گزار کر کسی دوسرے شوہر سے نکاح اور ہم بستری کر کے عدت نہ گزار لے تب تک پہلے شوہر پر حلال نہ ہو گی۔ لہٰذا ایک طلاق یا دو طلاق کے بعد رجوع کر کے اچھے طریقے سے اسے رکھ لو اور یا طلاق دے کر اسے چھوڑ دو تاکہ عورت اپنا کوئی دوسرا انتظام کر سکے۔ اچھے طریقے سے روکنے سے مراد رجوع کر کے روک لینا ہے اور اچھے طریقے سے چھوڑ دینے سے

مراد ہے کہ طلاق دے کر عدت ختم ہونے دے کہ اس طرح ایک طلاق بھی بائنہ ہوجاتی ہے۔ شریعت نے طلاق دینے اور نہ دینے کی دونوں صورتوں میں بھلائی اور خیر خواہی کا فرمایا ہے۔ ہمارے زمانے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد دونوں صورتوں میں الٹا چلتی ہے، طلاق دینے میں بھی غلط طریقہ اور بیوی کو رکھنے میں غلط طریقہ۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے، اٰمین۔

بوقتِ طلاق عورت سے مال لینے کا شرعی حکم:

اس آیت میں بوقتِ طلاق عورت سے مال لینے کا مسئلہ بیان کیا جارہا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں پہلی یہ کہ شوہر اپنا دیا ہوا مہر واپس لے اور یہ بطورِ خلع نہ ہو، یہ صورت تو سراسر ناجائز و حرام ہے، یہ مضمون سورہ نساء کی آیت 20، 21 میں بھی ہے، وہاں فرمایا کہ تم بیویوں کو ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو تو طلاق کے وقت اس سے لینے کی اجازت نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ عورت مرد سے خلع لے اور خلع میں عورت مال ادا کرے، اس صورت کی اجازت ہے اور آیت میں جو فرمایا کہ عورت کے فدیہ دینے میں کوئی حرج نہیں اس سے یہی صورت مراد ہے لیکن اس صورت میں بھی یہ حکم ہے کہ اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہو تو خلع میں مال لینا مکروہ ہے اور اگر زیادتی عورت کی طرف سے ہو تو مال لینا درست ہے لیکن مہر کی مقدار سے زیادہ لینا پھر بھی مکروہ ہے۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب الطلاق، الباب الثامن، الفصل الاول، ۱/۴۸۸)

خلع کے چند احکام:

(1)...بلاوجہ عورت کیلئے طلاق کا مطالبہ کرنا حرام ہے۔ایسی عورتیں اور وہ حضرات درج ذیل 3 احادیث سے عبرت

حاصل کریں جو عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکاتے ہیں:

(۱)حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو عورت اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، ۲/۳۹۰، الحدیث:۲۲۲۶)

(۲)حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: '' وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکائے۔ (ابوداود، کتاب الطلاق، باب فیمن خبب امرأۃ علی زوجہا، ۲/۳۶۹، الحدیث:۲۱۷۵)

(۳)حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے، پھر وہ اپنے لشکر روانہ کرتا ہے، اس کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ ڈالتا ہے۔ اس کے لشکر میں سے ایک آکر کہتا ہے: میں نے ایسا ایسا کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص آکر کہتا ہے: میں نے ایک شخص کو اس حال میں چھوڑا کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کروادی۔ ابلیس اس کو اپنے قریب کر کے کہتا ہے: ہاں

!تم نے کام کیا ہے۔

(مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، باب تحریش الشیطان وبعث سرایاہ لفتنۃ الناس۔۔۔الخ، ص۱۵۱۱، الحدیث:۶۷(۲۸۱۳))

(2)... خلع کا معنی: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔ خلع میں شرط ہے کہ عورت اسے قبول کرے۔

(3)... اگر میاں بیوی میں نا اتفاقی رہتی ہو تو سب سے پہلے میاں بیوی کے گھر والے ان میں صلح صفائی کی کوشش کریں جیسا کہ سورہ نساء آیت 35 میں ہے کہ مرد و عورت دونوں کی طرف سے پنچ مقرر کیا جائے جو ان کے درمیان صلح صفائی کروادے لیکن اگر اس کے باوجود آپس میں نہ بنے اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خلع میں کوئی مضائقہ نہیں اور جب خلع کرلیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور جو مال طے کیا ہو عورت پر اُس کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے۔

(ہدایہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ۱/۲۶۱)

خلع کی آیت حضرت جمیلہ بنت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے بارے میں نازل ہوئی، انہوں نے اپنے شوہر حضرت ثابت بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شکایت حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں کی اور کسی طرح ان کے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں تب حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ میں نے ان کو ایک باغ

دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں میں ان کو آزاد کردوں گا۔ حضرت جمیلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے اس بات کو منظور کرلیا چنانچہ حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے باغ لے لیا اور انہیں طلاق دے دی۔ (در منثور، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۹، ۱/۶۷۱)

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗؕ-فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِؕ-وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یُبَیِّنُهَا لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ(230)

ترجمہ کنزالعرفان: پھر اگر شوہر بیوی کو (تیسری) طلاق دیدے تو اب وہ عورت اس کیلئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے، پھر وہ دوسرا شوہر اگر اسے طلاق دیدے تو ان دونوں پر ایک دوسرے کی طرف لوٹ آنے میں کچھ گناہ نہیں اگر وہ یہ سمجھیں کہ (اب) اللہ کی حدوں کو قائم رکھ لیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں وہ دانش مندوں کے لئے بیان کرتا ہے۔

حلالہ کا ثبوت:

تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر حرمتِ غلیظہ کے ساتھ حرام ہوجاتی ہے، اب نہ اس سے رجوع ہوسکتا ہے اور نہ دوبارہ نکاح جب تک یہ نہ ہو کہ عورت عدت

گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ دوسرا شوہر صحبت کے بعد طلاق دے یا وہ فوت ہوجائے اور عورت پھر اس دوسرے شوہر کی عدت گزارے۔

تین طلاقوں کے بارے میں ایک اہم مسئلہ:

تین طلاقیں تین مہینوں میں دی جائیں یا ایک مہینے میں یا ایک دن میں یا ایک نشست میں یا ایک جملے میں بہر صورت تینوں واقع ہوجاتی ہیں اور عورت مرد پر حرام ہوجاتی ہے۔ تین طلاقوں کے بعد بغیر شرعی طریقے کے مرد و عورت کا ہم بستری وغیرہ کرنا صریح حرام و ناجائز ہے اور ایسی صلح کی کوشش کروانے والے بھی گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ۪-وَّ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْاۚ-وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗؕ-وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًاۚ-وَّ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖؕ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ(231)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی (عدت کی اختتامی) مدت (کے قریب) تک پہنچ جائیں تو اس وقت انہیں اچھے طریقے سے روک لو یا اچھے طریقے سے چھوڑ دو اور انہیں نقصان پہنچانے کے لئے نہ

روک رکھو تاکہ تم (ان پر) زیادتی کرو اور جو ایسا کرے تو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا مذاق نہ بنالو اور اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو اور اس نے تم پر جو کتاب اور حکمت اتاری ہے (اسے یاد کرو) اس کے ذریعے وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

ایذاء دینے کی نیت سے رجوع کرنا:

جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت کی اختتامی مدت کے قریب پہنچ جائیں تو اس وقت انہیں اچھے طریقے سے روک لو یا اچھے طریقے سے چھوڑ دو۔ تمہیں رجوع کا اختیار تو دیا گیا ہے لیکن اس اختیار کو ظلم و زیادتی کا حیلہ نہ بناؤ کہ انہیں نقصان پہنچانے اور ایذاء دینے کی نیت سے رجوع کرتے رہو۔ یہ فعل سراسر اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ٹھٹھا مذاق بنانے کے مُتَرادِف ہے کہ جیسے مذاق میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کی جاتی اسی طرح تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی پرواہ نہیں کرتے اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو اس طرح کرتا ہے وہ اپنی جان پر ہی ظلم کرتا ہے کہ حکمِ الٰہی کی مخالفت کرکے گنہگار ہوتا ہے

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِؕ-ذٰلِكَ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ-ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُؕ-وَ

اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ(232)

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی (عدت کی) مدت پوری ہوجائے تو اے عورتوں کے والیو! انہیں اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ آپس میں شریعت کے موافق رضا مند ہوجائیں۔ یہ نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ کام ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

بعدِ عدت عورت کا دوسرا نکاح کرنا:

جب کسی عورت کی عدت گزر جائے اور عدت کے بعد وہ عورت کسی سے نکاح کا ارادہ کرے خواہ وہ کوئی نیا آدمی ہو یا وہی ہو جس نے طلاق دی تھی تو اگر وہ مرد و عورت باہم رضامند ہیں تو عورت کے سرپرستوں کو بلاوجہ منع کرنے کا حق نہیں۔ اس حکم کی اہمیت کو واضح کرنے کیلئے فرمایا کہ یہ ہر اس آدمی کو نصیحت کی جارہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ مزید فرمایا کہ اس حکم پر عمل کرنا تمہارے لئے زیادہ پاکیزگی و طہارت کا باعث ہے کیونکہ بعض اوقات سابقہ تعلقات کی وجہ سے عورتیں غلط قدم بھی اٹھا لیتی ہیں جو بعد میں سب کیلئے پریشانی کا باعث بنتا ہے، اس لئے عورتوں کو مزید نکاح سے بلاوجہ منع نہ کرو۔ تمہاری حقیقی حکمت و مصلحت کو تم نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ

جانتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ اگر عورت غیر کُفو میں بغیر اجازتِ ولی نکاح کرے تو وہاں اولیاء کا حق ہوتا ہے۔

تفصیل کیلئے بہارِ شریعت حصہ 7 میں ”کفو کا بیان“ مطالعہ کریں۔

وَ الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَؕ-وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِؕ-لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَاۚ-لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖۗ-وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَۚ-فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاؕ-وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَیْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِؕ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ(233)

ترجمہ کنزالعرفان: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، (یہ حکم) اس کے لئے (ہے) جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے اور بچے کے باپ پر رواج کے مطابق عورتوں کے کھانے اور پہننے کی ذمہ داری ہے۔ کسی جان پر اتنا ہی بوجھ رکھا جائے گا جتنی اس کی طاقت ہو۔ ماں کو اس کی اولاد کی وجہ سے تکلیف نہ دی جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ تکلیف دی جائے اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی (حکم) ہے پھر

اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم چاہو کہ (دوسری عورتوں سے) اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر کوئی مضائقہ نہیں جب کہ جو معاوضہ دینا تم نے مقرر کیا ہو وہ بھلائی کے ساتھ ادا کردو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

مدت رضاعت (Breast-feeding) کا بیان:

مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ دو سال مکمل کرانے کا حکم اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے کیونکہ دو سال کے بعد بچے کو دودھ پلانا ناجائز ہوتا ہے اگرچہ اڑھائی سال تک دودھ پلانے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجاتی ہے اور اگر وہ میاں بیوی باہمی مشورے سے کسی اور سے بچے کو دودھ پلوانا چاہیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں البتہ اس صورت میں دودھ پلانے والی عورت کو اس کی اجرت صحیح طریقے سے ادا کی جائے گی۔ ماں کو اس کی اولاد کی وجہ سے تکلیف نہ دی جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد سے تکلیف دی جائے۔ ماں کو ضَرر دینا یہ ہے کہ جس صورت میں اس پر دودھ پلانا ضروری نہیں اس میں اسے دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے اور باپ کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کی طاقت سے زیادہ اس پر ذمہ داری ڈالی جائے۔ یا آیت کا یہ معنیٰ ہے کہ نہ ماں بچے کو تکلیف دے اور نہ باپ۔ ماں کا بچے

کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے اور اس کی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچے کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے۔ یہاں یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ دودھ پلانے کے حوالے سے جو باپ کا قائم مقام ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔

بچے کو دودھ پلانے کے متعلق چند احکام:

(1)...ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پلوانے کی قدرت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔

(جمل، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۳۳، ۱/۲۸۳)

(2)... دودھ پلانے میں دو سال کی مدت کا پورا کرنا لازم نہیں۔ اگر بچہ کو ضرورت نہ رہے اور دودھ چھڑانے میں اس کے لیے خطرہ نہ ہو تو اس سے کم مدت میں بھی چھڑانا، جائز ہے۔ (خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۳۳، ۱/۱۷۳)

(3)... بچہ کی پرورش اور اس کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ واجب ہے اس کے لیے وہ دودھ پلانے والی مقرر کرے لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب

ہے۔

(4)...شوہر اپنی بیوی کو بچہ کے دودھ پلانے کے لیے مجبور نہیں کر سکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے جب تک کہ اس کے نکاح یا عدت میں رہے۔

(5)...اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہو اور عدت گزر چکی ہو تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔

(6)...بچے کے اخراجات باپ کے ذمہ ہوں گے نہ کہ ماں کے ذمہ۔

نسب باپ سے ہوتا ہے یا ماں سے:

آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بچے کا نسب باپ کی طرف شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ”مَوْلُوْدٌ“ یعنی ”بچے“ کو ”لَه“ یعنی مذکر کی ضمیر کی طرف منسوب کر کے بیان فرمایا، لہٰذا اگر باپ سید ہو اور ماں غیر سید ہو تو بچہ سید ہے اور اگر باپ غیر سید اور ماں سیدانی ہو تو بچہ غیر سید ہی شمار ہو گا۔

وَ الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًاۚ-فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِؕ-وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ(234)

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم میں سے جو مرجائیں اور بیویاں چھوڑیں تو وہ بیویاں

چار مہینے اور دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں تو جب وہ اپنی (اختتامی) مدت کو پہنچ جائیں تو اے والیو! تم پر اس کام میں کوئی حرج نہیں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شریعت کے مطابق کرلیں اور اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔

بیوہ کی عدت:

سورہ بقرہ آیت 229 کی تفسیر میں عورتوں کی عدتوں کا بیان گزر چکا ہے۔ یہاں آیت میں فوت شدہ آدمی کی بیوی کی عدت کا بیان ہے کہ فوت شدہ کی بیوی کی عدت 4 ماہ 10 دن ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب شوہر کا انتقال چاند کی پہلی تاریخ کو ہوا ہو ورنہ عورت 130 دن پورے کرے گی۔ (فتاوی رضویہ، ۱۳/۲۹۵-۲۹۴)

یہ بھی یاد رہے کہ یہ عدت غیر حاملہ کی ہے، اگر عورت کو حمل ہے تو اس کی عدت ہر صورت میں بچہ جننا ہی ہے۔ عدت کے تین اہم مسائل:

(1)...شوہر کی وفات کی یا طلاقِ بائن کی عدت گزارنے والی دورانِ عدت نہ گھر سے باہر نکل سکتی اور نہ بناؤ سنگھار کر سکتی ہے خواہ زیور سے کرے یا رنگین و ریشمی کپڑوں سے یا خوشبو، تیل اور مہندی وغیرہ سے ۔ اگر کوئی عورت عدت کی پابندیاں پوری نہ کرے تو جو اسے روکنے پر قادر ہے وہ اسے روکے، اگر نہیں روکے گا تو وہ بھی گناہگار ہوگا۔

(2)...جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہو اس کو زینت اور سنگار کرنا مستحب ہے۔

(3)... وفات کی عدت گزارنا بیوی پر مُطلقاً لازم ہے خواہ جوان ہو یا بوڑھی یا نابالغہ، یونہی عورت کی رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

مزید تفصیل کیلئے بہارِ شریعت حصہ 8 کا مطالعہ کریں۔

عورت کا خود سے نکاح کرنا کیسا:

اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اپنے معاملات کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہے اور وہ خود بھی اپنا نکاح کر سکتی ہیں البتہ مشورے سے چلنا بہر حال بہتر ہے۔

وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِیْۤ اَنْفُسِكُمْؕ-عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ لٰـكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّاۤ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۬ؕ-وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى یَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗؕ-وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُۚ-وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ(235)

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں جو اشارے کنائے سے تم عورتوں کو نکاح کا پیغام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ اب تم ان کا تذکرہ کرو گے لیکن ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ شریعت کے مطابق کوئی بات کہہ لو اور عقدِ نکاح کو پختہ نہ کرنا جب تک

(عدت کا) لکھا ہوا (حکم) اپنی (اختتامی) مدت کو نہ پہنچ جائے اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بہت بخشنے والا، حلم والا ہے۔

عدت میں عورت کا نکاح کا پیغام بھیجنے کا شرعی حکم:

آیت میں عدتِ وفات گزارنے والی عورت کا حکم بیان کیا جارہا ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرنا یا نکاح کا کھلا پیغام دینا یا نکاح کا وعدہ کرلینا تو حرام ہے لیکن پردے کے ساتھ خواہشِ نکاح کا اظہار گناہ نہیں مثلاً یہ کہے کہ تم بہت نیک عورت ہو یا اپنا ارادہ دل ہی میں رکھے اور زبان سے کسی طرح نہ کہے۔

نہایت اہم مسئلہ:

دورانِ عدت نکاح حرام ہے اور جو اسے حلال سمجھے وہ کافر ہے۔

(فتاوی رضویہ، ۱۱/۲۶۶)

لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِیْضَةً ۚۖ-وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ-عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ-مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ-حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ(236)

ترجمہ کنزالعرفان: اگر تم عورتوں کو طلاق دیدو توجب تک تم نے ان کو چھوا نہ ہو یا کوئی مہر نہ مقرر کرلیا ہو تب تک تم پر کچھ مطالبہ نہیں اور ان کو (ایک

جوڑا) برتنے کو دو۔ مالدار پر اس کی طاقت کے مطابق اور تنگدست پر اس کی طاقت کے مطابق دینا لازم ہے۔ شرعی دستور کے مطابق انہیں فائدہ پہنچاؤ، یہ بھلائی کرنے والوں پر واجب ہے۔

مہر (Dowry) کے چند مسائل:

جس عورت کا مہر مقرر کئے بغیر نکاح کر دیا گیا ہو، اگر اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدی تو کوئی مہر لازم نہیں، ہاتھ لگانے سے ہم بستری کرنا مراد ہے اور خَلْوتِ صحیحہ بھی اسی کے حکم میں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مہر کا ذکر کئے بغیر بھی نکاح درست ہے مگر اس صورت میں اگر خَلْوتِ صحیحہ ہوگئی یا دونوں میں سے کوئی فوت ہوگیا تو مہر مثل دینا واجب ہے بشرطیکہ نکاح کے بعد انہوں نے آپس میں کوئی مہر طے نہ کر لیا ہو اور اگر خلوتِ صحیحہ سے پہلے طلاق ہوگئی تو تین کپڑوں یعنی کرتا، شلوار اور دوپٹے پر مشتمل ایک جوڑا سوٹ دینا واجب ہوتا ہے، یہاں آیت میں اسی کا بیان ہے اور اگر جوڑے کی جگہ اس کی قیمت دیدے تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔ نیز جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا ہو اور اس کو خلوتِ صحیحہ سے پہلے طلاق دیدی ہو اس کو تو جوڑا دینا واجب ہے اور اس کے سوا ہر مطلقہ کے لیے مستحب ہے۔

امیر و غریب کا جوڑا دینے کا معیار:

یعنی اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو جوڑا اعلیٰ درجے کا ہو اور اگر دونوں محتاج

ہوں تو جوڑا معمولی درجے کا اور ایک مالدار ہو اور ایک محتاج تو جوڑا درمیانے درجے کا ہو۔ (عالمگیری، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الثانی، ۱/۳۰۴)

وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّاۤ اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِؕ-وَ اَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰىؕ-وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ(237)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر تم عورتوں کو انہیں چھونے سے پہلے طلاق دیدو اور تم ان کے لئے کچھ مہر بھی مقرر کرچکے ہو تو جتنا تم نے مقرر کیا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ مہر معاف کردیں یا وہ (شوہر) زیادہ دیدے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو! تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری کے زیادہ نزدیک ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنا نہ بھولو بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

عورت کو چھونے سے پہلے طلاق دینے پر چند مسائل شرعیہ:

اس آیت میں 6 چیزیں بیان کی گئی ہیں:

(1)...اگر مہر مقرر ہو اور عورت کے قریب جائے بغیر اسے طلاق دیدی ہو تو مقرر کردہ مہر کا نصف یعنی آدھا دینا پڑے گا، مثلاً دس ہزار مہر تھا تو پانچ ہزار دینا ہوگا۔

(2)...اگر عورت اس آدھے میں سے بھی کچھ معاف کردے تو جائز ہے۔

(3)...شوہر اپنی خوشی سے آدھے سے زیادہ دیدے تو بھی جائز ہے۔

(4)...شوہر کا اپنی خوشی سے آدھے سے زیادہ دینا تقویٰ و پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے کہ بیوی کو طلاق دینے کے باوجود کوئی زیادتی کرنے کی بجائے احسان سے پیش آرہا ہے۔

(5)...اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگرچہ میاں بیوی میں جدائی ہو رہی ہو تب بھی آپس میں احسان کرنا نہ بھولو یعنی طلاق کے بعد آپس میں کینہ و عداوت نہ ہو، اسلامی اور قرابت کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے۔ اس میں حسنِ سلوک و مَکارم اخلاق کی ترغیب ہے۔

(6)...آیت کے آخر میں یہ بھی فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے یعنی اس تصور و اعتقاد کو ہر وقت ذہن نشین رکھو تاکہ تم ظلم و زیادتی سے بچو اور فضل و احسان کی طرف مائل رہو۔ سبحان اللہ کتنی پیاری تعلیم ہے۔ طلاق کا معاملہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ عموماً دونوں فریق جذبہ انتقام میں اندھے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو جان سے مار دینے کے خواہشمند ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ یہاں پر بھی آپس میں حسنِ سلوک کا حکم فرمارہا ہے اور اس میں بھی خصوصاً مرد کو زیادہ تاکید ہے کیونکہ زیادہ ایذاء عام طور پر مرد اور اس کے خاندان کی طرف سے ہوتی ہے۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰىۗ-وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ

قٰنِتِيْنَ(238)

ترجمہ کنزالعرفان: تمام نمازوں کی پابندی کرو اور خصوصًا درمیانی نماز کی اوراللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہوا کرو۔

نماز میں قیام کا ثبوت اور طریقہ:

بارگاہِ الٰہی میں کھڑا ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ ادب سے کھڑا ہوا جائے لہٰذا کھڑے ہونے کے ایسے طریقے ممنوع ہوں گے جس میں بے ادبی کا پہلو نمایاں ہو۔اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ ہے کہ نماز میں قیام فرض ہے۔دوسرے یہ کہ نماز میں کھانا پینا، بات چیت کرنا حرام ہے جیساکہ "قٰنِتِيْنَ" سے معلوم ہوا۔نماز میں گفتگو کرنا اسی آیت سے منسوخ ہے۔

(بخاری، کتاب العمل فی الصلاۃ، باب ماینہی من الکلام فی الصلاۃ،۱/۴۰۵، الحدیث:۱۲۰۰)

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ-فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ(239)

ترجمہ کنزالعرفان: پھر اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پیدل یا سوار (جیسے ممکن ہو نماز پڑھ لو) پھر جب حالتِ اطمینان میں ہو جاؤ تو اللہ کو یاد کرو جیسا اس نے تمہیں سکھایا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

حالتِ خوف میں نماز کا حکم اور طریقہ:

یہاں دشمن یا درندے وغیرہ کے خوف کی حالت میں نماز کا حکم اور طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر خوف کی ایسی صورت ہو کہ ایک جگہ ٹھہرنا ناممکن ہو جائے تو پیدل چلتے ہوئے یا سواری پر جیسے ممکن ہو نماز پڑھ لو اور اس نماز کو دہرانا بھی نہ پڑے گا اور جدھر جا رہے ہوں ادھر ہی منہ کرکے نماز پڑھ لیں، قبلہ کی طرف منہ کرنے کی شرط نہیں ہے اور جب حالتِ امن ہو تو پھر معمول کے مطابق نماز پڑھی جائے البتہ اگر خوف کی ایسی حالت ہو کہ اس میں ٹھہرنا، ممکن ہو جیسے جنگ کے موقع پر دشمنوں کے حملے کا ڈر بھی ہے لیکن کسی جگہ ٹھہرے ہوئے بھی ہیں تو اس کا باجماعت نماز پڑھنے کا طریقہ سورۂ نساء آیت 102 میں مذکور ہے۔

وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِؕ-حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ(241)كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (242)

ترجمہ کنزالعرفان: اور طلاق والی عورتوں کے لئے بھی شرعی دستور کے مطابق خرچہ ہے، یہ پرہیزگاروں پر واجب ہے۔ اللہ اسی طرح تمہارے لئے اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

طلاق کی عدت میں عورت کا نان ونفقہ کس پر واجب ہے؟

یہاں آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ طلاق کی عدت میں شوہر پر عورت کا نان نفقہ دینا لازم ہے۔ (مدارک، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۴۲، ص ۱۲۶)

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًاؕ-قَالُوْۤا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِؕ-قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِؕ-وَ اللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُؕ-وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ(247)

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا ہے۔ وہ کہنے لگے: اسے ہمارے اوپر کہاں سے بادشاہی حاصل ہوگئی حالانکہ ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی۔ اس نبی نے فرمایا: اسے اللہ نے تم پر چن لیا ہے اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی ہے اور اللہ جس کو چاہے اپنا ملک دے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

آیت مذکورہ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس سے بہت سی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔

(1)...حکمِ الٰہی کے مقابلے میں اپنے اندازے، تخمینے قائم کرنا ناجائز ہے۔

(2)...علم مال سے افضل ہے۔

(3)...حکمران ہونے کا معیار مال و دولت نہیں بلکہ علم و قوت اور قابلیت و صلاحیت ہے۔

(4)...بغیر استحقاق کے نسل در نسل بادشاہت غلط ہے، ہر آدمی کو اس کی صلاحیت پر پرکھا جائے۔

فائدہ:

یہاں جسے بادشاہ مقرر کیا گیا اسے قد کے طول یعنی لمبائی کی وجہ سے طالوت کا نام دیا گیا۔ یہ بنیامین بن حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد سے تھے۔

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىٕكَةُؕ-اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ(248)

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ تابوت آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور معزز موسیٰ اور معزز ہارون کی چھوڑی ہوئی چیزوں کا بقیہ ہے، فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ بیشک اس میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو۔

طالوت کے پاس آنے والے تابوت سکینہ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اس سے کئی مسائل معلوم ہوئے:۔

(1)...بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز و احترام لازم ہے، ان کی برکت سے دعائیں قبول

ہوتی ہیں اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

(2)... تبرکات کی تعظیم گزشتہ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے چلتی آ رہی ہے۔ سورۂ یوسف میں بھی حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے کُرتے کی برکت سے حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی آنکھوں کی روشنی درست ہونے کا واقعہ مذکور ہے۔

(3)... تبرکات کی بے ادبی و گستاخی گمراہ لوگوں کا طریقہ ہے اور بربادی کا سبب ہے۔

(4)... جب تبرکات کی گستاخی گمراہی اور تباہی ہے تو جن ہستیوں کے تبرکات ہوں ان کی بے ادبی اور گستاخی کس قدر سنگین اور خطرناک ہوگی۔

(5)... اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے نسبت رکھنے والی ہر چیز بابرکت ہوتی ہے جیسے تابوت میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے نعلین شریفین یعنی پاؤں میں پہننے کے جوڑے بھی برکت کا ذریعہ تھے۔ یاد رہے کہ مذکورہ بالا تابوت میں انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی جو تصویریں تھیں وہ کسی آدمی کی بنائی ہوئی نہ تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی تھیں۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ

بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَ لٰـكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَؕ-وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْاٙ-وَ لٰـكِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ(253)

ترجمہ کنزالعرفان: یہ رسول ہیں ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلندی عطا فرمائی اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے جبکہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکی تھیں لیکن انہوں نے آپس میں اختلاف کیا تو ان میں کوئی مومن رہا اور کوئی کافر ہوگیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نبی ہونے میں سب برابر ہیں:

یاد رہے کہ نبی ہونے میں تو تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام برابر ہیں اور قرآن میں جہاں یہ آتا ہے کہ ہم ان میں کوئی فرق نہیں کرتے اس سے یہی مراد ہوتا ہے کہ اصلِ نبوت میں ان کے درمیان کوئی فرق نہیں البتہ ان کے مَراتِب جداگانہ ہیں، خصائص و کمالات میں فرق ہے، ان کے درجات مختلف ہیں، بعض بعض سے اعلیٰ ہیں اور ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سب سے اعلیٰ ہیں، یہی اس آیت کا مضمون ہے اور اسی

پر تمام امت کا اجماع ہے۔

(خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۵۳، ۱/۱۹۳، مدارک، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۵۳، ص ۱۳۰، ملتقطاً)

انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے فضائل بیان کرنے میں احتیاط:

یہاں آیت میں بعض کو بعض سے افضل فرمایا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ یوں نہیں کہنا چاہیے کہ بعض بعض سے ادنیٰ ہیں کہ یہ ادب کے مطابق نہیں۔ جب انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے باہمی فضائل بیان کئے جائیں تو صرف وہ فضائل بیان کریں جو قرآن مجید، احادیثِ مبارکہ یا اولیاء و محقّق علماء سے ثابت ہوں، اپنی طرف سے گھڑ کر کوئی فضیلت بیان نہ کی جائے اور ان فضائل کو بھی اس طرح بیان نہ کیا جائے جس سے معاذاللہ کسی نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی تحقیر کا پہلو نکلتا ہو۔

لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ﳜ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّۚ-فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰىۗ-لَا انْفِصَامَ لَهَاؕ-وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ(256)

ترجمہ کنزالعرفان: دین میں کوئی زبردستی نہیں، بیشک ہدایت کی راہ گمراہی سے خوب جدا ہوگئی ہے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑا مضبوط سہارا تھام لیا جس سہارے کو کبھی کھلنا نہیں اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

آیت مذکورہ سے معلوم ہونے والے احکام:

(1)...کافر کو جبراً مسلمان بنانا جائز نہیں:

صفاتِ اِلٰہِیَّہ کے بعد ”لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ“ فرمانے میں یہ اشارہ ہے کہ اب عقلمند آدمی کے لیے قبولِ حق میں تاخیر کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی۔ کسی کافر کو جبراً مسلمان بنانا جائز نہیں مگر مسلمان کو جبراً مسلمان رکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ دینِ اسلام کی توہین اور دوسروں کیلئے بغاوت کا راستہ ہے جسے بند کرنا ضروری ہے، لہٰذا کسی مسلمان کو مُرتَد ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی یا تو وہ اسلام لائے یا اسے قتل کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے مرتدین سے فرمایا تھا:

فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ (بقرہ: ۵۴)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اپنے آپ کو قتل کے لئے پیش کردو۔

(2)...مرتد کا صرف کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں:

اس آیت میں ”کفر“ کا لفظ لغوی معنی میں ہے یعنی انکار کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے ضروری ہے کافر پہلے اپنے کفر سے توبہ کرے اور بیزار ہو، اس کے بعد ایمان لانا صحیح ہوتا ہے۔ اگر کوئی مرتد ہوجائے تو وہ بھی صرف کلمہ پڑھ لینے یا مسلمانوں والا کوئی دوسرا کام کرلینے سے مسلمان نہ ہوگا جب تک اپنے اس اِرتِداد سے توبہ نہ کرے۔

(3)...اس آیت میں طاغوت سے بچنے کا جو فرمایا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اسلام پر مضبوطی سے وہ ہی قائم رہ سکتا ہے جو بے دینوں کی صحبت، ان کی الفت، ان کی کتابیں دیکھنے، ان کے وعظ سننے سے دور ہے اور جو اپنے ایمان کی رسی پر خود ہی چھریاں چلائے گا اس کی رسی کا کٹنے سے بچنا مشکل ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ- اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ- قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ- قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ- وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (258)

ترجمہ کنزالعرفان: اے حبیب! کیا تم نے اس کو نہ دیکھا تھا جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں اس بنا پر جھگڑا کیا کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی ہے، جب ابراہیم نے فرمایا: میرا رب وہ ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے۔ اس نے کہا: میں بھی زندگی دیتا ہوں اور موت دیتا ہوں۔ ابراہیم نے فرمایا: تو اللہ سورج کو مشرق سے لاتا ہے پس تو اسے مغرب سے لے آ۔ تو اس کافر کے ہوش اڑ گئے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

عقائد میں مناظرہ کرنے کا ثبوت:

اس آیت سے عقائد میں مناظرہ کرنے کا ثبوت ہوتا ہے اور یہ سنتِ انبیاء عَلَیْہِمُ

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہے، اکثر انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم کے مُنکِرین سے مناظرہ فرمایا، بلکہ خود حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی نجران کے عیسائیوں سے مناظرہ کیا، لہٰذا مناظرہ کرنا برا نہیں ہے بلکہ سنتِ انبیاء ہے البتہ اس میں جو تکبر و سرکشی اور حق کو قبول نہ کرنے کا پہلو داخل ہو گیا ہے وہ برا ہے اور علماء کرام میں سے جنہوں نے اس کی مذمت بیان کی ہے وہ اسی صورت سے متعلق ہے چنانچہ امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنی مشہور کتاب ''احیاءُ العلوم'' میں مناظرے کے بارے میں اسی طرح کی چند اہم باتیں سمجھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''جو مناظرہ غلبہ حاصل کرنے، دوسروں کو لاجواب کر دینے، اپنے فضل و شرف کو ظاہر کرنے، لوگوں کے سامنے منہ کھول کھول کر باتیں کرنے، فخر و تکبر نیز دوسروں کو ذلیل و رسوا کرنے کی غرض سے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام بری عادات کا منبع ہے اور اللہ تعالیٰ کے دشمن شیطان کے نزدیک قابل تعریف ہے۔ باطنی برائیوں مثلاً تکبر، خود پسندی، حسد، بغض، پاکباز بننے اور حُبِّ جاہ وغیرہ کے ساتھ مناظرے کو وہی نسبت ہے جو شراب کو ظاہری برائیوں مثلاً زنا، الزام تراشی، قتل اور چوری وغیرہ کے ساتھ ہے اور جس طرح وہ شخص جسے شراب نوشی اور بے حیائی کے باقی کاموں کا اختیار دیا جائے تو وہ شراب نوشی کو معمولی سمجھ کر اختیار کرتا ہے، پھر وہ نشے کی حالت میں باقی بے حیائیوں کا بھی مُرتکِب ہو جاتا ہے اسی طرح جس آدمی پر دوسروں کو نیچا دکھانے اور مناظرہ میں غالب آنے کی

خواہش غالب ہو اور وہ جاہ و مرتبہ کا طالب ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں تمام خَباثتیں پوشیدہ ہیں اور یہ تمام مذموم اخلاق اس میں ہیجان پیدا کرتے ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، بیان آفات المناظرۃ۔۔۔ الخ، ۶۹/۱)

ہر شخص مناظرہ نہ کرے:

یاد رہے کہ عقائد و نظریات، معمولات اہلسنّت اور دیگر دینی مسائل میں کسی سے مناظرہ کرنا کوئی اتنا آسان کام نہیں کہ جو چاہے، جب چاہے اور جہاں چاہے کرنا شروع کر دے بلکہ اس کے لئے بہت زیادہ علم، مضبوط حافظہ، مہارت، تربیت، حاضر جوابی اور دیگر کئی چیزوں کا ہونا ضروری ہے جن کے بغیر مناظرہ کرنا انتہائی سخت جرأت اور اپنی گمراہی اور اخروی بربادی سے بے خوفی کی علامت ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ جس سے مناظرہ کر رہا ہے اس کی کوئی بات دل میں جم جائے اور یہ گمراہ ہو جائے۔ لہٰذا علمِ مناظرہ کے ماہر علماء کے علاوہ کسی کو بھی مناظرہ کی اجازت نہیں۔ آج کل جو عام لوگ ایک آدھ کتاب پڑھ کر یا دو چار تقریریں یا مناظرے سن کر ہر راہ چلتے سے مناظرہ شروع کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں یہ طرزِ عمل شرعًا ناجائز اور انتہائی خطرناک ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے۔ عوام کو کسی بھی صورت مناظرے اور بحث و مباحثے کی اجازت نہیں۔ ان پر لازم ہے کہ اپنے عقائد کو صحیح رکھیں اور بحث کی جگہ پر معاملہ علماء کے حوالے کر دیں۔ پھر علماء کو بھی ہدایت یہ ہے کہ کسی اہم مقصد و فائدہ کے بغیر بلا

ضرورت مناظرے کے میدان میں جانے سے گریز کریں جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ فرماتے ہیں ”جو تمام فنون کا ماہر ہو، تمام پیچ جانتا ہو، پوری طاقت رکھتا ہو، تمام ہتھیار پاس ہوں اس کو بھی کیا ضرور کہ خواہ مخواہ بھیڑیوں کے جنگل میں جائے، ہاں اگر (اس ماہر عالم کو) ضرورت ہی آپڑے تو مجبوری ہے۔ اللہ (تعالیٰ) پر توکُّل کر کے ان ہتھیاروں سے کام لے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۴۳۴)

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍؕ-وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُؕ-وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ(261)

ترجمہ کنزالعرفان: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

راہ خدا میں خرچ کرنے کی صورتیں:

اس آیت میں خرچ کرنے کا مُطْلَقًا فرمایا گیا ہے خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل، نیکی کی تمام صورتوں میں خرچ کرنا شامل ہے خواہ وہ کسی غریب کو کھانا کھلانا ہو یا کسی کو کپڑے پہنانا، کسی غریب کو دوائی وغیرہ لے کر دینا ہو یا راشن دلانا، کسی طالب علم کو کتاب خرید کر

دینا ہو یا کوئی شِفا خانہ بنانا یا فوت شدگان کے ایصالِ ثواب کیلئے فُقَراء و مساکین کو تیجے، چالیسویں وغیرہ پر کھلا دیا جائے۔

مجازی نسبت کرنا جائز ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ مجازی نسبت کرنا جائز ہے جب کہ یہ نسبت کرنے والا غیرِ خدا کو تَصَرُّف و اختیار میں مستقل نہ سمجھے۔ اسی لیے یہ کہنا جائز ہے کہ یہ دوا نافع ہے اور یہ مضر ہے، یہ درد کی دافع ہے، ماں باپ نے پالا، عالم نے گمراہی سے بچایا، بزرگوں نے حاجت روائی کی وغیرہ۔ ان سب میں مجازی نسبت ہے اور مسلمان کے اعتقاد میں فاعلِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب وسائل ہیں۔

نیک اعمال میں یکسانیت کے باوجود ثواب میں فرق ہوتا ہے:

نیز یہ بھی یاد رہے کہ نیک اعمال تو یکساں ہوتے ہیں مگر ثواب میں بعض اوقات بہت فرق ہوتا ہے یا تو اس لئے کہ اخلاص اور حسنِ نیت میں فرق ہوتا ہے یا حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نسبت کی وجہ سے تھوڑا عمل زیادہ ثواب کا باعث ہوتا ہے جیسا کہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرے تو اس کا ثواب میرے کسی صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے ایک مُد (ایک چھوٹی سی مقدار) بلکہ آدھا مُد خرچ کرنے کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی: لو کنت متخذاً خلیلاً، ۲/۵۲۲، الحدیث: ۳۶۷۳)

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًىۙ-لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ-وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(262)

ترجمہ کنزالعرفان: وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اپنے خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں ان کا انعام ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

صدقہ دینے کے بعد احسان جتلانا ناجائز ہے:

صدقہ دینے کے بعد احسان جتلانا اور جسے صدقہ دیا اسے تکلیف دینا ناجائز و ممنوع ہے اور اس سے صدقے کا ثواب ضائع ہوجاتا ہے جیسا کہ سورہ بقرہ آیت 264 میں فرمایا کہ احسان جتلا کر اور ایذاء دے کر اپنے صدقات کو باطل نہ کرو۔ احسان جتلانا تو یہ ہے کہ دینے کے بعد دوسروں کے سامنے اظہار کریں کہ ہم نے تیرے ساتھ ایسے ایسے سلوک کئے اور یوں اس کا دل میلا کریں اور تکلیف دینا یہ ہے کہ اس کو عار دلائیں کہ تو نادار تھا، مفلِس تھا، مجبور تھا، نکما تھا ہم نے تیری خبر گیری کی یا اور طرح اُس پر دباؤ ڈالیں۔ (خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۲، ۱/۲۰۶)

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًىؕ-وَ اللّٰهُ غَنِیٌّ

حَلِیْمٌ(263)

ترجمہ کنزالعرفان: اچھی بات کہنا اور معاف کر دینا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بے پرواہ، حلم والا ہے۔

بھکاری (Begger) کو کچھ نہ دینا ہو تو مہذب انداز سے انکار کریں:

اگر سائل کو کچھ نہ دیا جائے تو اس سے اچھی بات کہی جائے اور خوش خُلقی کے ساتھ جواب دیا جائے جو اسے ناگوار نہ گزرے اور اگر وہ سوال میں اصرار کرے یا زبان درازی کرے تو اس سے درگزر کیا جائے۔ سائل کو کچھ نہ دینے کی صورت میں اس سے اچھی بات کہنا اور اس کی زیادتی کو معاف کر دینا اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد اسے عار دلائی جائے یا احسان جتایا جائے یا کسی دوسرے طریقے سے اسے کوئی تکلیف پہنچائی جائے۔

حلم سنتِ الٰہیّہ بھی ہے اور سنتِ مُصْطَفَوِیّہ بھی:

اس آیت میں بھی ہمیں نصیحت ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی و بے پرواہ ہو کر بھی حلیم ہے کہ بندوں کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور تم تو ثواب کے محتاج ہو لٰہذا تم بھی فقراء و مساکین اور اپنے ماتحتوں کی خطاؤں سے درگزر کیا کرو۔ حلم سنتِ الٰہیّہ بھی ہے اور سنتِ مُصْطَفَوِیّہ بھی۔ سُبْحَانَ اللہ، کیسے پاکیزہ اخلاق کی کیسی نفیس تعلیم دینِ اسلام میں دی گئی ہے۔ ذیل میں مسکینوں اور ماتحتوں کے بارے میں سیدُ المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعلیمات

ملاحظہ ہوں۔

حضرتِ اُمِّ بُجَید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں، میں نے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، ایک مسکین میرے دروازے پر آکر کھڑا ہوتا ہے اور میرے پاس اس کو دینے کے لئے کچھ نہیں ہوتا (تو میں کیا کروں) رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ''اگر تیرے پاس جلے ہوئے کُھر کے سوا کچھ نہ ہو تو وہ ہی اسے دیدے۔ (ترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی حق السائل، ۲/۱۴۶، الحدیث: ۶۶۵)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ-كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ-فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًاؕ-لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْاؕ-وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ(264)

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اپنے صدقے برباد نہ کردو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر ہو جس پر مٹی ہے تو اس پر زوردار بارش پڑی جس نے اسے صاف پتھر کر چھوڑا، ایسے لوگ اپنے کمائے ہوئے اعمال سے کسی چیز پر قدرت نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

فقیر کی بدنامی کا اندیشہ ہو تو صدقہ چھپا کر دیں:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر صدقہ ظاہر کرنے سے فقیر کی بدنامی ہوتی ہو تو صدقہ چھپا کر دینا چاہیے کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ لہٰذا اگر کسی سفید پوش یا معزز آدمی یا عالم یا شیخ کو کچھ دیا جائے تو چھپا کر دینا چاہیے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو علم دین سکھایا ہو تو اس کی جزا کی بھی بندے سے امید نہ رکھے اور نہ اسے طعنے دے کیونکہ یہ بھی علمی صدقہ ہے۔

آیت مذکورہ سے معلوم ہونے والے احکام:

اس آیت سے ہمیں یہ باتیں معلوم ہوئیں۔

(1)...ریاکاری سے اعمال کا ثواب باطل ہو جاتا ہے۔

اس کے بارے میں مزید تفصیل جاننے کیلئے احیاءُ العلوم جلد 3 میں سے "ریاکاری کا بیان" مطالعہ کریں۔

(2)...فقیر پر احسان جتلانا اور اسے ایذاء دینا ممنوع ہے اور یہ بھی ثواب کو باطل کر دیتا ہے۔

(3)...کافر کا کوئی عمل بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں۔

(4)...جہاں ریاکاری یا اس طرح کی کسی دوسری آفت کا اندیشہ ہو وہاں چھپا کر مال خرچ کیا جائے۔

(5)... اعلانیہ اور پوشیدہ دونوں طرح صدقہ دینے کی اجازت ہے جیسا کہ سورہ بقرہ آیت 271 اور 274 میں صراحت کے ساتھ اس کا بیان ہے، لیکن اپنی قلبی حالت پر نظر رکھ کر عمل کیا جائے۔ افسوس کہ ہمارے ہاں ریاکاری، احسان جتلانا اور ایذاء دینا تینوں بداعمال کی بھرمار ہے۔ مالدار پیسہ خرچ کرتا ہے تو جب تک اپنے نام کے بینر نہ لگوالے یا اخبار میں تصویر اور خبر نہ چھپوالے اسے چین نہیں آتا، خاندان میں کوئی کسی کی مدد کرتا ہے تو زندگی بھر اُسے دباتا رہتا ہے، جب دل کرتا ہے سب لوگوں کے سامنے اسے رسوا کردیتا ہے، جہاں رشتے دار جمع ہوں گے وہیں اپنے مدد کرنے کا اعلان کرنا شروع کردے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ۪-وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِؕ-وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ(267)

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں میں سے اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے (اللہ کی راہ میں) کچھ خرچ کرو اور خرچ کرتے ہوئے خاص ناقص مال (دینے) کا ارادہ نہ کرو حالانکہ (اگر وہی تمہیں دیا جائے تو) تم اسے چشم پوشی کئے بغیر قبول نہیں کرو گے اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ، حمد کے لائق ہے۔

آیت مذکورہ سے معلوم ہونے والے مسائل:

اِس آیت سے کئی مسائل معلوم ہوئے۔

(1)...اس سے کمانے کی اجازت ثابت ہوتی ہے۔

(2)...آیت میں نفلی اور فرض صدقات دونوں داخل ہوسکتے ہیں۔

(3)...اپنی کمائی سے خیرات کرنا بہتر ہے کیونکہ فرمایا اپنی کمائیوں سے۔

(4)...مالِ حلال سے خیرات کیا جائے۔

(5)...سارا مال خیرات نہ کرے بلکہ کچھ اپنے خرچ کے لئے بھی رکھے جیسا کہ ''مِمَّا'' ''میں سے'' کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔

(6)...زمین کی پیداوار سے بھی راہِ خدا میں دیا جائے خواہ وہ غلے ہوں یا پھل نیز پیداوار کم ہو یا زیادہ بہر صورت دیا جائے۔

وَ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُهٗؕ-وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ(270)

ترجمہ کنزالعرفان:اور تم جو خرچ کرو یا کوئی نذر مانو اللہ اسے جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

نذر کی تعریف اور اس کے چند احکام:

یاد رہے کہ عرف میں ہدیہ اور پیش کش کو نذر کہتے ہیں جیسے کسی بڑے کو کوئی چیز

پیش کریں تو کہتے ہیں کہ جناب یہ آپ کی نذر کی۔ نذر کی دو قسمیں ہیں

(1)...نذرِ شرعی۔ شرع میں نذر عبادت اور قربتِ مقصودہ ہے اسی لئے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر مانی تو وہ صحیح نہیں ہوئی۔ نذر خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے اور یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نذر کرے اور کسی ولی کے آستانہ کے فُقراء کو نذر کے صَرف کرنے کی جگہ مقرر کرے مثلاً کسی نے یہ کہا یارب !تعالی، میں نے نذر مانی کہ اگر تو میرا فلاں مقصد پورا کردے کہ فلاں بیمار کو تندرست کردے تو میں فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھانا کھلاؤں یا وہاں کے خدام کو روپیہ پیسہ دوں یا ان کی مسجد کے لیے فلاں سامان مہیا کروں گا تو یہ نذر جائز ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصوم، مطلب فی النذر الذی یقع للاموات۔۔۔ الخ، ۴۹۱/۳)

شرعی نذر صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوسکتی ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں غیر لازم عبادت کو لازم کرلینا، ہاں اس نذر کا مَصرَف اَولیاءُ اللہ کے غریب مُجاوِر بھی ہوسکتے ہیں جیساکہ اوپر بیان ہوا۔

(2)... نذر کی دوسری قسم یعنی لغوی نذر جسے عرفی نذر بھی کہتے ہیں جو نذرانہ کے معنیٰ میں ہے وہ مخلوق کے لئے بھی ہو سکتی ہے، جیسے بزرگانِ دین کیلئے نذر و نیاز کی جاتی ہے، مزارات پر چادر چڑھانے کی نذر مانی جاتی ہے۔ اس طرح کی نذروں کا پورا کرنا ضروری نہیں البتہ بہتر ہے۔

اس بارے میں تفصیل جاننے کیلئے فتاویٰ رضویہ کی 20ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے رسالے ”سُبُلُ الْاَصْفِیَاء فِیْ حُکْمِ الذَّبْحِ لِلْاَوْلِیَاء (اولیاء اللہ رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی کی طرف منسوب جانوروں کے ذبح کرنے کا جواز)“ کا مطالعہ فرمائیں۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَۚ-وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْؕ-وَ یُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَیِّاٰتِكُمْؕ-وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ(271)

ترجمہ کنزالعرفان: اگر تم اعلانیہ خیرات دو گے تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر تم چھپا کر فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اللہ تم سے تمہاری کچھ برائیاں مٹادے گا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔

صدقات واجبہ کو ظاہر کرکے اور صدقات نفل کو چھپا کر دینا افضل ہے:

صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل جب اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے دیا جائے اور ریا سے پاک ہو تو خواہ ظاہر کرکے دیں یا چھپا کر دونوں بہتر ہیں۔ لیکن صدقہ فرض کو ظاہر کرکے دینا افضل ہے اور نفل کو چھپا کر اور اگر نفل صدقہ دینے والا دوسروں کو خیرات کی ترغیب دینے کے لیے ظاہر کرکے دے تو یہ اِظہار بھی افضل ہے جیسے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مجمعِ عام میں صدقہ کی ترغیب دیتے اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم

سب کے سامنے صدقات پیش کرتے۔ سیدُنا صدیقِ اکبر، سیدُنا عمر فاروق اور سیدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے اعلانیہ صدقات میں یہی حکمت تھی۔

ریاکاری کیلئے اعلانیہ صدقہ دینا حرام ہے:

اکثر و بیشتر اعمال میں یہی قاعدہ ہے کہ وہ خفیہ اور اعلانیہ دونوں طرح جائز ہیں لیکن ریاکاری کیلئے اعلانیہ کرنا حرام ہے اور دوسروں کی ترغیب کیلئے کرنا ثواب ہے۔ مشائخ و علماء بہت سے اعمال اعلانیہ اسی لئے کرتے ہیں کہ ان کے مریدین و متعلقین کو ترغیب ہو

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ-وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(274)

ترجمہ کنزالعرفان: وہ لوگ جو رات میں اور دن میں، پوشیدہ اور اعلانیہ اپنے مال خیرات کرتے ہیں ان کے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ایک بہت ہی خوبصورت اشارہ:

آیتِ کریمہ میں رات کے خرچ کو دن کے خرچ سے اور خفیہ خرچ کو اعلانیہ خرچ سے پہلے بیان فرمایا، اس میں اشارہ ہے کہ چھپا کر دینا ظاہر کرکے دینے سے افضل ہے۔ ان سب خرچ کرنے والوں کیلئے بارگاہِ الٰہی سے اجر و ثواب اور قیامت کے دن غم و خوف سے نجات کی بشارت ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ
الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّؕ-ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰواۘ-
وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰواؕ-فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ
فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَؕ-وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِؕ-وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ
اَصْحٰبُ النَّارِۚ-هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ(275)

ترجمہ کنزالعرفان: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر اس شخص کے کھڑے ہونے کی طرح جسے آسیب نے چھو کر پاگل بنادیا ہو۔ یہ سزا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہا: خرید وفروخت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے خرید وفروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا تو جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی پھر وہ باز آگیا تو اس کیلئے حلال ہے وہ جو پہلے گزر چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو دوبارہ ایسی حرکت کریں گے تو وہ دوزخی ہیں، وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔

سود کو حرام کئے جانے کی حکمتیں:

سود کو حرام فرمانے میں بہت سی حکمتیں ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں کہ سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ مالی معاوضے والی چیزوں میں بغیر کسی عوض کے مال لیا جاتا ہے اور یہ صریح ناانصافی ہے۔ سود کی حرمت میں دوسری حکمت یہ ہے کہ سود کا رواج

تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خور کو بے محنت مال کا حاصل ہونا، تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر پہنچاتی ہے۔ تیسری حکمت یہ ہے کہ سود کے رواج سے باہمی محبت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہوا تو وہ کسی کو قرض حَسَن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ چوتھی حکمت یہ ہے کہ سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خور اپنے مقروض کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی سود سے ممانعت عین حکمت ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سود دینے والے، لینے والے، اس کے کاغذات تیار کرنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔

(مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب لعن آکل الربا ومؤکلہ، ص ۸۶۲، الحدیث: ۱۰۶(۱۵۹۸))

تجارت اور سود () میں کیا فرق ہے؟:

سود خوروں کا وہ شبہ جو زمانۂ اسلام سے پہلے سے لے کر آج تک چلا آرہا ہے۔ وہ یہ کہ تجارت اور سود میں کیا فرق ہے؟

دونوں ایک جیسے تو ہیں۔ تجارت میں کوئی سامان دے کر نفع حاصل کیا جاتا ہے اور سود میں رقم دے کر نفع حاصل کیا جاتا ہے حالانکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق

ہے۔ غور کریں کہ تجارت کرنے سے حسنِ سلوک میں فرق نہیں آتا، آدمی سست، کاہل اور مشقت سے جی چرانے والا نہیں بنتا، اپنے مال کو خطرے پر پیش کرتا ہے، نفع ونقصان دونوں کی امید ہوتی ہے، وہ دوسرے کی بربادی و محتاجی کا آرزومند نہیں ہوتا جبکہ سود والا بے رحم ہوجاتا ہے، وہ مفت میں کسی کو رقم دینے کا تصور نہیں کرتا، انسانی ہمدردی اس سے رخصت ہوجاتی ہے، قرض لینے والا ڈوبے، مرے، تباہ ہو یہ بہر صورت اُسے نچوڑنے پر تُلا رہتا ہے۔ آخر یہ سب فرق کیا ہیں؟ تجارت اور سود کو ایک جیسا کہنے والے کو کیا یہ فرق نظر نہیں آتا؟ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

سود کو حلال سمجھ کر کھانے والا کافر ہے:

یاد رکھو کہ جو حرمت کا حکم اترنے کے بعد بھی سود کھائے گا تو وہ جہنم کا مستحق ہے اور اگر حلال سمجھ کر کھایا تو کافر ہے، ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ کسی بھی حرامِ قطعی کو حلال جاننے والا کافر ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۚ-وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْۚ-لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ(279)

ترجمہ کنزالعرفان: پھر اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے لڑائی کا یقین کرلو اور اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے اپنا اصل مال

لینا جائز ہے۔ نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان ہو۔

دوگناہوں پر اعلانِ جنگ:

خیال رہے کہ دو گناہوں پر اعلانِ جنگ دیا گیا ہے۔

(1) سود لینے پر جیسا کہ یہاں آیت میں بیان ہوا۔

(2) اللہ تعالیٰ کے ولی سے عداوت رکھنے پر، جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے تو میں نے اس سے جنگ کا اعلان کر دیا۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ۴/۲۴۸، الحدیث: ۶۵۰۲)

سود حرام ہونے سے پہلے لیا گیا سود کا شرعی حکم:

ارشاد فرمایا کہ اگر تم توبہ کرو تو جو تمہارا اصل دیا ہوا قرض ہے وہ لینا تمہارے لئے جائز ہے اور اس کا مطالبہ کر سکتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ سود حرام ہونے سے پہلے جو سود لیا گیا وہ حلال تھا، وہ رقم اصلِ قرض سے نہ کٹے گی بلکہ اب پورا قرض لینا جائز ہوگا۔

ظلم کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے:

یہ آیت اگرچہ سود کے حوالے سے ہے لیکن عمومی زندگی میں بھی شریعت اور عقل کا تقاضا یہ ہے کہ نہ ظلم کیا جائے اور نہ ظلم برداشت کیا جائے یعنی ظلم کو ختم کرنے کی

کوشش کرنی چاہیے۔ ظلم کو برداشت کرنا ظالم کو مزید جری کرتا ہے۔ ہاں جہاں عفو و درگزر کی صورت بنتی ہو وہاں اسے اختیار کیا جائے۔ شریعت کا قاعدہ ہے ”لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ“ نہ نقصان پہنچاؤ اور نہ نقصان برداشت کرو۔

(ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب من بنی فی حقہ ما یضرّ بجارہ، ۳/۱۰۶، الحدیث: ۲۳۴۰)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُؕ-وَ لْیَكْتُبْ بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ۪-وَ لَا یَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ یَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَكْتُبْۚ-وَ لْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَ لْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ لَا یَبْخَسْ مِنْهُ شَیْــٴًـاؕ-فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِؕ-وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْۚ-فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰىؕ-وَ لَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْاؕ-وَ لَا تَسْــٴَـمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖؕ-ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَاؕ-وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ۪-وَ لَا یُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِیْدٌ۬ؕ-وَ اِنْ

تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ(282)

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! جب تم ایک مقرر مدت تک کسی قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور تمہارے درمیان کسی لکھنے والے کو انصاف کے ساتھ (معاہدہ) لکھنا چاہیے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے تو اسے لکھ دینا چاہیے اور جس شخص پر حق لازم آتا ہے وہ لکھاتا جائے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور اس حق میں سے کچھ کمی نہ کرے پھر جس پر حق آتا ہے اگر وہ بے عقل یا کمزور ہو یا لکھوا نہ سکتا ہو تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھوا دے اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے (منتخب کرلو) جنہیں تم پسند کرو تاکہ (اگر) ان میں سے ایک عورت بھولے تو دوسری اسے یاد دلا دے، اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ آنے سے انکار نہ کریں اور قرض چھوٹا ہو یا بڑا اسے اس کی مدت تک لکھنے میں اکتاؤ نہیں۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تم (بعد میں) شک میں نہ پڑو (ہر معاہدہ لکھا کرو) مگر یہ کہ کوئی ہاتھوں ہاتھ سودا ہو جس کا تم آپس میں لین دین کرو تو

اس کے نہ لکھنے میں تم پر کوئی حرج نہیں اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ بنالیا کرو اور نہ کسی لکھنے والے کو کوئی نقصان پہنچایا جائے اور نہ گواہ کو (یا نہ لکھنے والا کوئی نقصان پہنچائے اور نہ گواہ) اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہاری نافرمانی ہوگی اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

تجارت اور لین دین کا اہم اصول:

اس آیت میں تجارت اور باہمی لین دین کا اہم اصول بیان کیا گیا ہے اور مجموعی طور پر آیت میں یہ احکام دیئے گئے ہیں:

(1)...مالی معاملہ (Agreement/contract) لکھ کر کریں:

جب ادھار کا کوئی معاملہ ہو، خواہ قرض کا لین دین ہو یا خرید و فروخت کا، رقم پہلے دی ہو اور مال بعد میں لینا ہے یا مال ادھار پر دیدیا اور رقم بعد میں وصول کرنی ہے، یونہی دکان یا مکان کرایہ پر لیتے ہوئے ایڈوانس یا کرایہ کا معاملہ ہو، اس طرح کی تمام صورتوں میں معاہدہ لکھ لینا چاہیے۔ یہ حکم واجب نہیں لیکن اس پر عمل کرنا بہت سی تکالیف سے بچاتا ہے۔ ہمارے زمانے میں تو اس حکم پر عمل کرنا انتہائی اہم ہو چکا ہے کیونکہ دوسروں کا مال دبا لینا، معاہدوں سے مکر جانا اور کوئی ثبوت نہ ہونے کی صورت میں اصل رقم کے لازم ہونے سے انکار کرنا ہر طرف عام ہو چکا ہے۔ لہٰذا جو اپنی عافیت چاہتا ہے وہ اس حکم پر ضرور عمل کرلے ورنہ بعد میں صرف پچھتانا ہی نصیب ہوگا۔

اسی لئے آیت کے درمیان میں فرمایا کہ ”اور قرض چھوٹا ہو یا بڑا اسے اس کی مدت تک لکھنے میں اکتاؤ نہیں۔

(2)... معاہدہ انصاف کے ساتھ لکھنا چاہیے، کسی قسم کی کوئی کمی بیشی یا ہیرا پھیری نہ کی جائے۔ اَن پڑھ آدمی کے ساتھ اس چیز کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔

(3)... اگر کسی کو خود لکھنا نہیں آتا، بچہ ہے، یا انتہائی بوڑھا یا نابینا وغیرہ تو دوسرے سے لکھوا لے اور جسے لکھنے کا کہا جائے اسے لکھنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ لکھنا لوگوں کی مدد کرنا ہے اور لکھنے والے کا اس میں کوئی نقصان بھی نہیں تو مفت کا ثواب کیوں چھوڑے؟

(4)... لکھنے میں یہ چاہیے کہ جس پر ادائیگی لازم آرہی ہے وہ لکھے یا وہ لکھوائے۔

(5)... لین دین کا معاہدہ لکھنے کے بعد اس پر گواہ بھی بنالینے چاہئیں تاکہ بوقتِ ضرورت کام آئیں۔ گواہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہونی چاہئیں۔

(6)... گزشتہ احکام قرض اور ادھار کے حوالے سے تھے، اگر ہاتھوں ہاتھ کا معاملہ ہے یعنی رقم دی اور سودا لے لیا تو اس میں لکھنے کی حاجت نہیں جیسے عموماً دکانوں پر جاکر ہم رقم دے کر چیز خرید لیتے ہیں اور وہاں لکھا نہیں جاتا۔ ہاں اپنے حساب کتاب کیلئے بِل وغیرہ بنالینا مناسب ہے۔ یونہی کوئی چیز وارنٹی پر ہوتی ہے تو بِل بنوایا جاتا ہے کہ بعد میں اُسی کی بنیاد پر وارنٹی استعمال ہوتی ہے۔

(7)...آیت میں لفظ ”یُضَآرَّ“ آیا ہے۔ عربی کے اعتبار سے اسے معروف اور مجہول دونوں معنوں میں لیا جاسکتا ہے۔

ایک صورت یعنی مجہول کے اعتبار سے معنیٰ ہو گا کہ کاتبوں اور گواہوں کو ضرر یعنی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کاتب اور گواہ اپنی ضرورتوں میں مشغول ہوں تو انہیں اس وقت لکھنے پر مجبور کیا جائے، ان سے ان کا کام چھڑوایا جائے یا کاتب کو لکھنے کا معاوضہ نہ دیا جائے یا گواہ دوسرے شہر سے آیا ہو اور اسے سفر کا خرچہ نہ دیا جائے۔ دوسری صورت یعنی معروف پڑھنے میں معنیٰ یہ ہو گا کہ کاتب اور گواہ لین دین کرنے والوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ فرصت اور فراغت کے باوجود نہ آئیں یا لکھنے میں کوئی گڑبڑ کریں۔

(8)...آیت کے اس حصے ”وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ“ میں خرید و فروخت کرتے ہوئے گواہ بنالینے کا حکم ہے اور یہ حکم مستحب ہے۔

گواہی کے احکام:

یہاں آیت میں گواہ کا مسئلہ بھی بیان کیا گیا ہے، اس کی مناسبت سے گواہی کے چند احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

(1)...گواہ کے لیے آزاد، عاقل، بالغ، اور مسلمان ہونا شرط ہے۔ کفار کی گواہی صرف کفار پر مقبول ہے۔

(2)...تنہا عورتوں کی گواہی معتبر نہیں خواہ وہ چار ہی کیوں نہ ہوں مگر وہ معاملات جن پر مرد مطلع نہیں ہوسکتے جیسا کہ بچہ جننا اور عورتوں کے خاص معاملات ان میں ایک عورت کی گواہی بھی مقبول ہے۔

(3)...حدود وقصاص میں عورتوں کی گواہی بالکل معتبر نہیں صرف مردوں کی شہادت ضروری ہے، اس کے سوا اور معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی مقبول ہے۔(مدارک، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۸۲، ص ۱۴۴)

گواہی دینا فرض اور چھپانا ناجائز ہے:

اس آیت میں فرمایا گیا کہ "جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں" اس سے معلوم ہوا کہ گواہی دینا فرض ہے، لہٰذا جب مُدّعی گواہوں کو طلب کرے تو انہیں گواہی کا چھپانا جائز نہیں۔ یہ حکم حدود کے سوا اور معاملات میں ہے، حدود میں گواہ کو بتانے اور چھپانے دونوں کا اختیار ہے بلکہ چھپانا افضل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی حدیث شریف میں ہے، سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

(ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب الستر علی المؤمن۔۔۔ الخ، ۲۱۸/۳، الحدیث: ۲۵۴۴)

لیکن چوری کے معاملے میں مال لینے کی گواہی دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال

چوری کیا گیا ہے اس کا حق تلف نہ ہو، البتہ گواہ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے اور گواہی میں یہ کہنے پر اِکتفا کرے کہ یہ مال فلاں شخص نے لیا۔

وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌؕ-فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَ لْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗؕ-وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَؕ-وَ مَنْ یَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗؕ-وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ(283)

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو (قرض خواہ کے) قبضے میں گِروی چیز ہو اور اگر تمہیں ایک دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ (مقروض) جسے امانت دار سمجھا گیا تھا وہ اپنی امانت ادا کردے اور اللّٰہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہے اور اللّٰہ تمہارے کاموں کو خوب جاننے والا ہے۔

گروی کا ثبوت اور طریقہ کار:

یہاں گروی رکھنے کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر تم حالتِ سفر میں ہو اور قرض کی ضرورت پیش آجائے اور تمہیں کوئی لکھنے والا نہ ملے یا لکھنے کا موقع نہ ملے کہ اوپر بیان کئے گئے حکم پر عمل ہو سکے تو مقروض قرض خواہ کے قبضے میں کوئی چیز رہن رکھوا دے۔ ہاں اگر تمہیں ایک دوسرے پر اعتماد ہو اور اس وجہ سے تم کوئی تحریر وغیرہ نہ

لکھو تو اب مقروض کو چاہیے کہ جب اسے امانت دار سمجھا گیا ہے تو وہ اس حسنِ ظن کو پورا کرے اور اپنی امانت یعنی قرض وقت پر ادا کردے اور اس ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

گروی رکھنے کے چند مسائل:

(1)...قرض وغیرہ ادھار کے معاملات میں رہن رکھنے کا حکم استحبابی ہے۔

(2)... حالتِ سفر میں رَہن یعنی گروی رکھنا آیت سے ثابت ہوا اور غیر سفر کی حالت میں حدیث سے ثابت ہے، جیسا کہ صحیح بخاری اور سنن ترمذی میں ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ طیبہ میں اپنی زرہ مبارک یہودی کے پاس گروی رکھ کر بیس صاع جَو لئے تھے۔

(بخاری، کتاب البیوع، باب شراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالنسیئۃ، ۲/۱۰، الحدیث: ۲۰۶۹، ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الرخصۃ فی الشراء الی الاجل، ۳/۸، الحدیث: ۱۲۱۹)

(3)... جس چیز کو گروی رکھا جائے وہ قرض خواہ کے قبضہ میں دینا ضروری ہے۔ بغیر قبضہ کے رہن نہیں ہوسکتا۔ (فتاوی رضویہ، ۲۵/۲۴۷)

رہن کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے بہار شریعت جلد 3 حصہ 17 سے رہن کا بیان مطالعہ فرمائیں۔ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 282 اور 283 سے متعلق اہم تنبیہ:

اس رکوع کی دونوں آیات پر غور کریں اور سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے خالصتًا دنیاوی مالی معاملات میں بھی ہمیں کتنے واضح حکم ارشاد فرمائے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارا دین کامل ہے کہ اس میں عقائد و عبادات کے ساتھ معاملات تک کا بھی بیان ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حقوقُ العباد نہایت اہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نہایت وضاحت سے ان کا بیان فرمایا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام میں بے پناہ حکمتیں ہیں اور ان میں ہماری بہت زیادہ بھلائی ہے، چنانچہ اس آیت میں جتنا غور کریں اتنا ہی واضح ہو گا کہ کہاں کہاں اور کس کس طرح ہمیں اس حکم سے فائدہ ہو سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لکھنا اور حساب کتاب کا علم سیکھنا بہت مفید ہے لہٰذا اگر کوئی حسنِ نیت سے اکاؤنٹنگ کا علم سیکھتا ہے تو مستحقِ اجر ہے جبکہ سود وغیرہ کا حساب کتاب رکھنے سے احتراز کرے۔

گواہی کو چھپانا حرام ہے:

گواہی سے متعلق چند احکام اوپر بیان ہوئے۔ یہاں صراحت سے بیان فرمایا کہ گواہی نہ چھپاؤ کیونکہ گواہی کو چھپانا حرام اور دل کے گناہگار ہونے کی علامت ہے کیونکہ اس میں صاحبِ حق کے حق کو ضائع کرنا پایا جاتا ہے۔ گواہی چھپانا کبیرہ گناہ ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ایک حدیث مروی ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور

گواہی کو چھپانا ہے۔ (شعب الایمان، الثامن من شعب الایمان، ۱/۲۷۱، الحدیث: ۲۹۱)

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِؕ-وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُؕ-فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُؕ-وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ(284)

ترجمہ کنزالعرفان: جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ تمہارے دل میں ہے اگر تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا تو جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

دل کے خیالات کی اقسام اور ان کا شرعی حکم:

انسان کے دل میں دو طرح کے خیالات آتے ہیں ایک بطور وسوسہ کے اور ایک بطورِ عزم و ارادہ کے۔ وسوسوں سے دِل کو خالی کرنا انسان کی قدرت میں نہیں لیکن آدمی انہیں برا سمجھتا ہے اور ان پر عمل کرنے کا ارادہ نہیں کرتا، ان کو حدیثِ نفس اور وسوسہ کہتے ہیں، اس پر مؤاخذہ نہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کہ میری امت کے دلوں میں جو وسوسے آتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے تَجاوُز فرماتا ہے جب تک کہ وہ انہیں عمل میں نہ لائیں یا انہیں اپنے کلام میں نہ لائیں۔

(بخاری، کتاب العتق، باب الخطاء والنسیان فی العتاقۃ۔۔۔ الخ، ۲/۱۵۳، الحدیث: ۲۵۲۸)

یہ وسوسے اس آیت میں داخل نہیں۔ دوسرے وہ خیالات جن کو انسان اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور ان کو عمل میں لانے کا قصد و ارادہ کرتا ہے ان پر مؤاخذہ ہو گا اور انہی کا بیان اس آیت میں ہے کہ اپنے دلوں میں موجود چیز کو تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا ان پر محاسبہ فرمائے گا۔

ہاجس، ہَمّ اور عزم کی تعریف اور حکم:

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”جو برا خیال دل میں بے اختیار اور اچانک آجاتا ہے، اسے ہاجس کہتے ہیں، یہ آنی فانی ہوتا ہے، آیا اور گیا۔ یہ پچھلی امتوں پر بھی معاف تھا اور ہمیں بھی معاف ہے لیکن جو دل میں باقی رہ جائے وہ ہم پر معاف ہے پچھلی امتوں پر معاف نہ تھا۔ اگر اس (برے خیال) کے ساتھ دل میں لذت اور خوشی پیدا ہو تو اسے ”ہَمّ“ کہتے ہیں، اس پر بھی پکڑ نہیں اور اگر ساتھ ہی کر گزرنے کا پختہ ارادہ بھی ہو تو وہ عَزم ہے، اس کی پکڑ ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، باب الوسوسۃ، الفصل الاول، ۱/۸۶-۸۵)

کفر اور گناہ کے عزم کا شرعی حکم:

یاد رہے کہ کفر کا عزم کرنا کُفر ہے۔ (فتاوی رضویہ، ۱۵/۲۹۳)

لہٰذا اگر کسی نے سو سال بعد بھی کفر کرنے کا ارادہ کیا وہ ارادہ کرتے ہی کافر ہو جائے گا۔ اور گناہ میں حکم یہ ہے کہ گناہ کا عزم کر کے اگر آدمی اس پر ثابت رہے اور اس کا

قصد و ارادہ رکھے لیکن اس گناہ کو عمل میں لانے کے اسباب اس کو مُیَسَّر نہ آسکیں اور مجبوراً وہ اس کو نہ کر سکے تو اکثر علماء کے نزدیک اس سے مؤاخذہ کیا جائے گا۔ امام ابو منصور ماتُرِیدی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا یہی موقف ہے۔اس کی ایک دلیل یہ آیت ہے،:

”اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۙ-فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ“ (نور: ۱۹)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

نیز اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا کہ بندہ جس گناہ کا قصد کرتا ہے اگر وہ عمل میں نہ آئے جب بھی اس پر عقاب کیا جاتا ہے۔

(در منثور، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۸۴، ۲/۱۳۱)

ہاں اگر بندے نے کسی گناہ کا ارادہ کیا پھر اس پر نادم ہوا اور استغفار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے گا۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَؕ-كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ۫-لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۫-وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ﱪ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ(285)

ترجمہ کنزالعرفان: رسول اس پر ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور مسلمان بھی۔ سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر یہ کہتے ہوئے ایمان لائے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور انہوں نے عرض کی: اے ہمارے رب! ہم نے سنا اور مانا، (ہم پر) تیری معافی ہو اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

ایمان مُفَصَّل کا ثبوت:

رسولوں پر ایمان لانا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جنہیں اُس نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا، تمام رسول اور نبی، اللہ تعالیٰ کی وحی کے امین ہیں، گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں، ساری مخلوق سے افضل ہیں، ان میں بعض حضرات بعض سے افضل ہیں البتہ نبی ہونے میں سب برابر ہیں اور اس بات میں ہم ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کریں گے۔ نیز ہم اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو سنیں گے، مانیں گے اور اس کی پیروی کریں گے۔ یاد رکھیں کہ ایمان مفصَّل کی بنیاد یہی آیتِ مبارکہ ہے۔

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاؕ-لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْؕ-رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَاۚ-رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَاۚ-رَبَّنَا وَ لَا

تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖۚ-وَ اعْفُ عَنَّاٙ-وَ اغْفِرْ لَنَاٙ-وَ ارْحَمْنَاٙ-اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ(286)

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کسی جان پر اس کی طاقت کے برابر ہی بوجھ ڈالتا ہے۔ کسی جان نے جو اچھا کمایا وہ اسی کیلئے ہے اور کسی جان نے جو برا کمایا اس کا وبال اسی پر ہے۔ اے ہمارے رب! اگر ہم بھولیں یا خطا کریں تو ہماری گرفت نہ فرما، اے ہمارے رب! اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا، اے ہمارے رب! اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہیں اور ہمیں معاف فرمادے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر مہربانی فرما، تو ہمارا مالک ہے پس کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

اسلام میں شرعی رخصتیں:

اللہ تعالیٰ کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، لٰہذا غریب پر زکوٰۃ نہیں، نادار پر حج نہیں، بیمار پر نماز میں قیام فرض نہیں، معذور پر جہاد نہیں الغرض اس طرح کے بہت سے احکام معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

ہماری اردو کتابیں:

بہار تحریر (14 حصے)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اذان بلال اور سورج کا نکلنا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج غوث پاک	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
شب معراج نعلین عرش پر	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
مقرر کیسا ہو؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
غیر صحابہ میں ترضی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
اختلاف اختلاف اختلاف	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
آئیے نماز سیکھیں (پہلا حصہ)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

قیامت کے دن کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
محرم میں نکاح	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
روایتوں کی تحقیق (تین حصے)	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
بریک اپ کے بعد کیا کریں؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک نکاح ایسا بھی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
کافر سے سود	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
میں خان تو انصاری	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
جرمانہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سفرنامہ بلاد خمسہ	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
منصور حلاج	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
فرضی قبریں	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سنی کون؟ وہابی کون؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
رَضا یا رِضا	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
786/92	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
فتنہ گوہر شاہی	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سلاسل میں بٹے ہوئے سنی کب ایک ہوں گے؟	از قلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

کلام عبید رضا	پیشکش عبد مصطفی آفیشل
تحریرات لقمان	از قلم علامہ قاری لقمان شاہد
بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)	از قلم کنیز اختر
عورت کا جنازہ	از قلم جناب غزل صاحبہ
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام	از قلم عرفان برکاتی
اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)	از قلم عرفان برکاتی
مسائل شریعت (جلد 1)	از قلم سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا	از قلم مولانا حسن نوری گونڈوی
مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں	از قلم علامہ وقار رضا القادری المدنی
مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں	از قلم محمد ثقلین ترابی نوری
سفرنامہ عرب	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق	از قلم زبیر جمالوی
ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
علم نور ہے	از قلم محمد شعیب جلالی عطاری
یہ بھی ضروری ہے	از قلم محمد حاشر عطاری
مومن ہو نہیں سکتا	از قلم فہیم جیلانی مصباحی
جہان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
ماہ صفر کی تحقیق	از قلم مولانا محمد نیاز عطاری

فضائل و مناقب امام حسین	از قلم ڈاکٹر فیض احمد چشتی
شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر	از قلم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تحریرات بلال	از قلم مولانا محمد بلال ناصر
معارف اعلی حضرت	از قلم مولانا سید بلال رضا عطاری مدنی
نگارشات ہاشمی	از قلم مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الاول 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں	از قلم مبشر تنویر نقشبندی
زر خانۂ اشرف	از قلم محمد منیر احمد اشرفی
حضرت خضر علیہ السلام۔ایک تحقیقی جائزہ	از قلم محمود اشرف عطاری مرادآبادی
ایمان افروز تحاریر	از قلم محمد ساجد مدنی
انبیا کا ذکر عبادت۔ایک حدیث کی تحقیق	از قلم اسعد عطاری مدنی
رشحات ابن حجر	از قلم فرحان خان قادری (ابن حجر)
تجلیات احسن (جلد 1)	از قلم محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی
درس ادب	از قلم غلام معین الدین قادری
تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی)	از قلم محمد شعیب عطاری جلالی
حق پرستی اور نفس پرستی	از قلم علامہ طارق انور مصباحی
خوان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
صحابہ یا طلقاء؟	از قلم مبشر تنویر نقشبندی

روشن تحریریں	از قلم ابو حاتم محمد عظیم
تحریرات ندیم	از قلم ابن جاوید ابو ادب محمد ندیم عطاری
امتحان میں کامیابی	از قلم ابن شعبان چشتی
اہمیتِ مطالعہ	از قلم دانیال سہیل عطاری
دعوت انصاف	از قلم علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ
حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات	از قلم محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری
تحریرات ابن جمیل	از قلم ابن جمیل محمد خلیل
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
مسئلۂ استمداد	از قلم حمد مبشر تنویر نقشبندی
حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
میرے قلم دان سے	از قلم احمد رضا مغل
عوامی باتیں (حصہ 1)	از قلم فیصل بن منظور
تحقیقات اویسیہ (جلد 1)	از قلم علامہ اویس رضوی عطاری
امیر المجاہدین کے آثار علمیہ	از قلم محمد آصف اقبال مدنی عطاری
رافضیوں کا رد	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
چھوتی بیماریاں	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
فتاوی کرامات غوثیہ	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
غامدیت پر مکالمہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبی مدنی

خودکشی	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
مقالاتِ بدر (جلد 1)	از قلم علامہ بدر القادری رحمہ اللہ
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الاولی 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
سردی کا موسم اور ہم	از قلم خالد تسنیم المدنی
رد ناصر رامپوری	از قلم میثم عباس قادری رضوی
چشمۂ حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
کتابوں کے عاشق	از قلم محمد ساجد مدنی
عبد السلام نامی علما و مشائخ	از قلم (مفتی) غلام سبحانی نازؔش مدنی
التعقبات بنام فرقۂ باطلہ کا تعاقب	از قلم شعیب عطاری جلالی
تحریر کی ضرورت و اہمیت	از قلم عمران رضا عطاری مدنی
دشمن صدیق و عمر	از قلم امام جلال الدین سیوطی
عرفان بخشش شرح حدائق بخشش	از قلم اعظمی مصباحی، ذیشان رضا امجدی
وسائل بخشش کا فکری و فنی جائزہ	از قلم شاعر عمران اشفاق
موسیقی فقہائے کرام کی عدالت میں	از قلم محمد بلال ناصر
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الآخرہ 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹرنیشنل
مختصر مگر مفید	از قلم فیصل بن منظور
اللہ و رسول کے لیے لفظ عشق کا استعمال	از قلم جلال الدین احمد امجدی رضوی
شرح فقہ اکبر (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی

تلخیص نور المبین (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی
دینی تعلیم	از قلم علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
سیرت صدیق اکبر	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
فتاوی خادمیہ (جلد 1)	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
ذکر اویس قرنی	از قلم ملا علی قاری حنفی
اذان سحر	از قلم خلیل احمد فیضانی
قرآن کریم اور گلہ بانی	از قلم ابوالفواد توحید احمد طرابلسی
سیرت مدار اعظم	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
ایک گناہ سترہ گواہ	از قلم خالد تسنیم المدنی
بدعت اور ائمہ	از قلم حسان رضا راعینی
ایمان کی باتیں	از قلم محمد شاہ رخ قادری
بوقت رخصتی عمر عائشہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبیٰ مدنی
مسائل صراط الجنان (حصہ 1)	از قلم خالد تسنیم المدنی

DONATE

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.

amo.news/blog

Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **amo.news/books**

E Nikah Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.

www.enikah.in

E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books

Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **amo.news**

For futher inquiry: info@abdemustafa.com

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm

9102520764

BANK DETAILS

Account Details :

Airtel Payments Bank

Account No.: 9102520764

(Sabir Ansari)

IFSC Code : AIRP0000001

or open this link | amo.news/donate

مسائل صراط الجنان

(حصہ ۱)

A

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.

blog.abdemustafa.com

Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **books.abdemustafa.com**

E Nikah Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you. **www.enikah.in**

E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books

Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **www.abdemustafa.com**

For futher inquiry: info@abdemustafa.com

M O

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

ISBN (N/A)